ہفت روزہ

لاہور
پاکستان

خدام الدین

بانی

شیخ التفسیر

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول

مولانا عبید اللہ انور
امیر انجمن خدام الدین لاہور

مدیر اعلیٰ

مجاہد الحسینی

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عن طلحۃ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا رای الھلال قال: اللھم اھلہ علینا بالامن والایمان، والسلامۃ والاسلام ربی و ربک اللہ، ھلال رشد و خیر: رواہ الترمذی و قال حدیث حسن

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے۔ تو یہ دعا پڑھتے: اللھم اھلہ علینا بالامن و الایمان الخ

یعنی اے اللہ طلوع فرما ہم پر یہ چاند امن و ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ (اے چاند) میرا اور تیرا پروردگار حق تعالیٰ ہے (الٰہی) ہدایت و خیر کا چاند ہو۔ ترمذی نے اس روایت کو ذکر کیا ہے۔ اور کہا ہے، کہ حدیث حسن ہے۔

عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: تسحروا فان فی السحور برکۃ: متفق علیہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ سحری کیا کرو۔ کیونکہ سحری میں برکت ہے۔ (بخاری ومسلم)

وعن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قال: تسحرنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قمنا الی الصلوۃ قیل: کم کان بینھما؟ قال: خمسون آیۃ، متفق علیہ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی۔ پھر ہم نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ حضرت زید سے پوچھا گیا: کہ سحری اور اذان کے درمیان کتنا فصل تھا؟ فرمایا بقدر پچاس آیات پڑھنے کے۔ (بخاری و مسلم)

وعن ابن عمر رضی اللہ عنھما قال: کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مؤذنان بلال و ابن ام مکتوم، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان بلالا یؤذن بلیل فکلوا واشربوا حتی یؤذن ام مکتوم، قال ولم یکن بینھما الا ان ینزل ھذا و یرقی ھذا، متفق علیہ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مؤذن تھے۔ حضرت بلالؓ اور حضرت ابن ام مکتومؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلالؓ رات ہی سے اذان دے دیتے ہیں (لہذا ان کی اذان کے بعد) کھایا کرو اور پیا کرو، یہاں تک کہ ابن ام مکتومؓ (صبح کی) اذان دے دیں اور حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ان دونوں کی اذانوں میں اتنا فاصلہ ہوتا تھا کہ وہ اترتے اور یہ چڑھتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

وعن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: فصل ما بین صیامنا و صیام اھل الکتاب اکلۃ السحر" (رواہ مسلم)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں صرف فرق سحری کھانے سے ہے۔ (کیونکہ اہل کتاب سحری نہیں کھاتے) (بخاری و مسلم)

عن سھل بن سعد رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا یزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر۔ متفق علیہ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ آدمی اس وقت تک بھلائی میں رہیں گے۔ جب تک کہ افطار (روزہ کھولنے) میں جلدی کرتے رہیں گے۔ (بخاری ومسلم)

وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: قال اللہ عز و جل: احب عبادی الی اعجلھم فطرا، رواہ الترمذی وقال: حدیث حسن

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ اللہ رب العزت فرماتا ہے۔ کہ مجھ کو اپنے بندوں میں سب سے جلدی افطار کرنے والا بندہ زیادہ محبوب ہے، ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا کہ حدیث حسن ہے۔

وعن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا اقبل اللیل من ھھنا و ادبر النھار من ھھنا و غربت الشمس فقد افطر الصائم متفق

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، کہ جب رات اس (مشرق کی) جانب سے آ جائے، اور دن اس (مغرب کی) جانب چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو گویا روزہ دار نے روزہ افطار کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۹ رشوال المکرم ۱۳۸۹ء
۱۸ دسمبر ۱۹۶۹ء

جلد ۱۵
شمارہ ۳۸

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

مدیر مسئول:
مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر اعلیٰ:
مجاہد الحسینی

مسٹر بھٹو پر قاتلانہ حملہ اور مفتی محمود کا احتجاج

کیا تشدد آمیز واقعات کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیئے؟

گذشتہ دنوں پیپلز پارٹی کے چیئرمین جناب ذوالفقار علی بھٹو پر صادق آباد کے قریب ریلوے پھاٹک روک کر مبینہ طور پر جماعت اسلامی کے کارکنوں نے قاتلانہ حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں بھٹو صاحب تو بچ گئے لیکن ان کے چند ساتھی بری طرح مجروح ہوئے۔

اس قسم کے تشدد آمیز خطرناک واقعہ کے خلاف پورے ملک میں احتجاج ہوا۔ اور تمام مذہبی و سیاسی رہنماؤں حتّٰی کہ صدر مملکت جنرل آغا محمد یحییٰ نے بھی اس بزدلانہ حرکت کی شدید مذمت کرتے ہوئے بھٹو صاحب سے اظہارِ ہمدردی کیا اور عوام کو ایسے اقدامات سے دامن بچانے کی تلقین کی۔

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ دنیا کا کوئی بھی شریف اور امن پسند انسان تشدد لوٹ مار اور قتل و غارت گری کی حمایت نہیں کر سکتا۔ کسی انسان کو اگر دوسرے شخص سے نظری و فکری اختلاف ہے تو اسے معقولیت اور شرافت کا دامن تھام کر سلجھے ہوئے طریقے سے اپنا مؤقف اور نظریہ پیش کرنا چاہیئے۔ دوسرے کو زبردستی قائل کرانے، تشدد، دھمکی اور قتل و غارت گری کا راستہ وہی شخص اختیار کیا کرتا ہے جس کا دامن معقولیت اور شرافت سے بالکل خالی ہو جائے۔ جناب بھٹو کے خلاف جماعت اسلامی کا یہ اقدام بھی اسی سلسلہ کی ایک مذموم کڑی ہے اور اس جماعت کے اخبارات و رسائل اس بات کے شاہد ہیں کہ دوسروں کی طرف سے تشدد آمیز خطرناک اقدامات اور قتل و غارت گری کی فرضی کہانیاں وضع کر کے یہ جماعت دراصل اپنے مخالفوں کے خلاف وہ سب کچھ کرنے کا پروگرام تیار کر چکی ہے جس کی بار بار نشاندہی کی جا رہی ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ تشدد کی تیاریاں تو پیپلز پارٹی، نیشنل عوامی پارٹی، سوشلسٹ نظریات کی حامل جماعتیں کریں اور اس کی ابتداء جماعتِ اسلامی کے صالح نوجوانوں کے مبارک ہاتھوں سے ظہور پذیر ہو۔؟

جناب بھٹو کے خلاف تشدد کے خطرناک اقدام کی اس لئے مذمت کی گئی ہے کیونکہ ہر محبِ وطن اور امن پسند شہری کو ایسے رجحانات کا سختی کے ساتھ سدِّباب کرنا چاہیے۔ لیکن انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے ممتاز رہنما اور قومی اسمبلی کے سابق رکن حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے جب دوسرے قومی و سیاسی رہنماؤں کی ہمنوائی میں ایسے تشدد آمیز خطرناک اقدامات کی مذمت کی تو معاصر عزیز ہفت روزہ "چٹان" نے "مفتی محمود کو صدمہ" کے زیرِ عنوان اپنے ادارتی نوٹ میں بے نقط گالیاں دے کر اس بات پر احتجاج کیا ہے کہ مفتی محمود نے مسٹر بھٹو کے خلاف قاتلانہ حملہ کی کیوں مذمت کی ہے اور اس تشدد آمیز واقعہ پر مفتی محمود کو کیوں صدمہ پہنچا ہے۔؟

معاصر عزیز "چٹان" نے جب سے جماعتِ اسلامی کے ساتھ ناطہ جوڑا اور ہمنوائی کا معاہدہ کیا ہے اس وقت سے علماء کرام خصوصاً جمعیۃ علماء اسلام کے ممتاز رہنماؤں کے خلاف ان کا لب و لہجہ اہانت آمیز اور گستاخانہ ہو گیا ہے اور انہوں نے حضرت مولانا عبدالہادی دین پوری، مولانا محمد عبداللہ درخواستی، مولانا عبید اللہ انور اور مولانا غلام غوث ہزاروی کی ذواتِ گرامی پر وہ وہ رکیک حملے کئے ہیں کہ شرافت سر پیٹ کے رہ گئی۔

خدام الدین کا یہ مؤقف نہیں ہے کہ وہ سیاسی محاذ سے گالیوں کی بوچھاڑ کرنے والوں کو بھی اسی لب و لہجہ میں ترکی بترکی جواب دے وہ تو ان سب کے جواب میں صرف ایک ہی بات کہے گا۔ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ۔

باقی رہا یہ سوال کہ معاصر عزیز "چٹان" نے علماء حق کے خلاف اہانت آمیز اور گستاخانہ لب و لہجہ کیوں اختیار کیا ہے؟

ہماری یہ پختہ رائے ہے کہ چٹان جب تک انبیاء علیہم السلام، صحابۂ کرام اور صلحاء عظام کی شان میں اہانت و گستاخی کرنے والے جماعتِ اسلامی کے رہنماؤں کے نرغہ اور رفاقت میں رہیگا اس سے اور کوئی توقع رکھنا ہی عبث اور اس کے خلاف احتجاج کرنا ہی فضول ہے۔

صرف افسروں ہی کا محاسبہ ؟

جب سے پاکستان کے موجودہ صدرِ مملکت جنرل آغا محمد یحییٰ برسرِاقتدار آئے ہیں انہوں نے قومی زندگی کے مختلف گوشوں پر گہری نظر ڈالی ہے اور تعلیمی، صنعتی سیاسی اور انتظامی معاملات میں خوشگوار انقلاب برپا کرنے کے لیے مؤثر اقدامات کئے ہیں۔

ان کی تعلیمی اور لیبر پالیسیوں کا ملک بھر میں خیر مقدم ہوا ہے یہ اقدامات ان کی وسعتِ نگاہ اور ان کی کابینہ کے صحیح الفکر رفقاء کے مخلصانہ مشوروں اور عملی کاوشوں کا ثمرہ قرار دیئے جا سکتے ہیں۔

انتظامیہ کے بدنام ڈھانچہ کی ترتیبِ نو اور بدعنوان سرکاری افسروں کی تطہیر اور ان کے محاسبہ کے لیے تین سو تین (۳۰۳) افسروں کا تعطل بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی معلوم ہوتی ہے۔

یہ وسیع اقدام جن حالات میں کیا گیا ہے وہ کوئی معمولی نوعیت کا نہیں ہے۔ اور اگر اس کے مضمرات و محرکات کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے اور اس کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیا جائے تو یہ تلخ نتیجہ برآمد ہوگا کہ مملکتِ پاکستان کے چند چھوٹے افسر نہیں بلکہ نظم مملکت کی کلیدی آسامیوں پر متمکن بڑے بڑے افسروں اور اعلےٰ حکام پر سنگین قسم کی بدعنوانیوں کے مرتکب ہوئے کے الزامات عائد کئے گئے ہیں۔ اس خبر نے باشندگانِ پاکستان ہی کو نہیں بلکہ پوری دنیا کو ایک بار جھنجھوڑ کے رکھ دیا ہے کہ دنیا کی عظیم اسلامی سلطنت پاکستان کے کارپردازوں کے اعمال و کردار کیا ہیں۔ اور ناخداؤں کی ستمرانیوں کے باعث اس مملکت کی کشتی کس قدر خوفناک تھپیڑوں سے دوچار رہی ہے جہاں تک ان افسروں پر عائد شدہ الزامات کا تعلق ہے۔ ان کے "صدق و کذب" پر بحث ہمارے دائرہ اختیار کی بات نہیں اس کا فیصلہ "منصف" کریں گے۔ اور عدل و انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ملزموں کو صفائی کا موقع ضرور فراہم کرنا چاہیئے کیونکہ سارے افسر ہی بدعنوان نہیں ان میں بے گناہ بھی ہوسکتے ہیں۔ ہمارے لیے اس خبر کا تشویشناک پہلو یہ ہے کہ پاکستان کے سینکڑوں افسروں اور حکام بالا کے بدعنوان ہونے کی جس طرح فہرست پیش کی گئی اور سنسنی خیز انداز میں اس کی جس طرح تشہیر کی گئی ہے اس نے نظم مملکت میں ایک زلزلہ پیدا کرکے رکھ دیا ہے۔ مقامِ عبرت ہے کہ جس ملک کے اعلیٰ حکام کی یہ حالت ہو وہاں کے سیاسی رہنماؤں، وزیروں، صنعتکاروں تاجروں، کسانوں، صحافیوں، قومی اور مذہبی پیشواؤں اور چھوٹے درجے کے سرکاری ملازموں کی زندگیاں کس نوعیت کی ہوں گی؟ کیونکہ جب بڑوں کی زندگیوں کی یہ چال ڈھال ہے تو چھوٹوں کا کیا حال ہوگا۔ "النّاس علیٰ دینِ ملوکھم" کے بمصداق لوگ تو اپنے صاحب اقتدار افراد کو دیکھ کر ہی دین و مذہب اور طرزِ زندگی اختیار کیا کرتے ہیں۔

اس خبر کے بعد قابلِ غور پہلو یہ ہے کہ حکومتی سطح کے بدعنوان افسروں اور حکام کی زندگیوں کا محاسبہ کرنے کے بعد کیا قومی زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد جن کا اجمالاً اوپر ذکر کیا گیا ہے کا بھی محاسبہ کیا جائے گا۔ اور اس محاسبہ کے لیے قیامِ پاکستان دورِ اول اور اس "عہد" کو بنیاد قرار دیا جائے۔ بے لاگ، غیر جانبدارانہ اور عدل و انصاف کے تقاضے ملحوظ رکھ کر پوری قومی زندگی کا محاسبہ کرنے کا عزم کیجیے تو حق و صداقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گی اور قومی زندگی کا حقیقی عکس سامنے آجائے گا اگر اربابِ اقتدار کا ملک سے بدعنوان اور بدکرداری کی لعنت کو ختم کرنا مقصود ہے تو محض چند افسروں کا محاسبہ کرنے اور دیگر بدعنوان افرادِ قوم کو نظر انداز کر دینے سے بدعنوانی، کرپشن اور بدکرداری کا قطعاً خاتمہ نہیں ہوسکے گا۔ اس کے لیے لازماً ایک ہمہ گیر اور وسیع تر اقدام کی ضرورت ہے۔ سرکاری افسروں کے خلاف عملی اقدام ۴

۴ اور انتظامیہ کی تطہیر کے اعلان سے یہ فائدہ ضرور ہوا ہے کہ اب انتظامیہ میں غفلت بے توجہی اور بددیانتی کی جگہ بیداری، توجہ خوف، اور احساسِ دیانت و فرائض عام ہوگیا ہے اور سرکاری مشینری کے کل پرزے ایک مدت کے بعد صحیح طریق پہ چلنے لگے ہیں۔

•

نعت

رشید

دیار کی خاک میں بھی دلکشی ہے
مری منزل مدینہ کی گلی ہے

نظر میں بس گیا ہے سبز گنبد
بہاروں پر ہماری زندگی ہے

خدا دکھلائے گا اک دن مدینہ
اسی امید پر تو زندگی ہے

عطا ہو جائے کاش ان کی غلامی
رشید اپنی یہی تو بندگی ہے

مولوی عبدالرحمٰن حضرو والے متوجہ ہوں

مولوی عبدالرحمٰن سن شائن پلینٹ سٹور بازار ڈاکخانہ حضرو ضلع کیمبلپور کو متوجہ کیا جاتا ہے کہ آپ کے نام خدام الدین کی کچھ رقم کافی عرصہ سے بقایا چلی آرہی ہے باوجود بار بار یاد دہانیوں کے اور ٹیلی گرام دینے کے آپ نے کوئی توجہ نہیں دی۔ لہٰذا اعلان پڑھتے ہی رقم ارسال کریں بصورتِ دیگر ہم قانونی چارہ جوئی کرنے پہ مجبور ہوں گے۔ (ادارہ)

اسلام اور اسلامی تعلیمات غیروں کی نظر میں

”مسلمانوں کا مذہب جو قرآن کا مذہب ہے ایک امن و سلامتی کا مذہب ہے“ پادری ڈال پینے بی ڈی

”قرآن کمزوروں اور غریبوں کا غمخوار اور ناانصافی کی جابجا مذمت کرتا ہے“ (گاڈفری ہگنس)

امریکہ کے مشہور عالم ڈریپر کا قول ہے :۔

”دنیا کی تاریخ میں کوئی مذہب اتنی جلد اور اس قدر وسعت کے ساتھ نہیں پھیلا جتنا کہ مذہب اسلام تھوڑے عرصہ میں کوہ الٹائی سے لے کر بحرالکاہل تک اور ایشیا کے مرکز سے افریقہ کے مغربی کناروں تک جا پہنچا“

(۲) سر ولیم میور (مصنف لائف آف محمد) لکھتا ہے :۔

”مذہب اسلام اس بات پر فخر کر سکتا ہے کہ اس میں پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا“

(۳) ڈاکٹر گستاولی بان فرانسیسی لکھتا ہے:۔ جس وقت ہم فتوحات عرب پر نظر ڈالیں گے اور ان کی کامیابی کے اسباب کو ابھار کر دکھائیں گے تو معلوم ہوگا کہ اشاعت مذہب میں تلوار سے مطلق کام نہیں لیا گیا کیونکہ مسلمان ہمیشہ مفتوح اقوام کو اپنے مذاہب کی پابندی میں آزاد چھوڑ دیتے تھے۔ اگر اقوام عیسوی نے اپنے فاتحین کے دین کو قبول کر لیا اور بالآخر ان کی زبان کو بھی اختیار کیا۔ تو یہ محض اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے اپنے جدید حاکموں کو ان قدیم حاکموں سے جن کی حکومت میں اس وقت تک تھے بہت زیادہ منصف پایا، اُن کے مذہب کو اپنے مذہب سے بہت زیادہ سچا اور سادہ پایا“ (تمدن عرب)

(۴) رابرٹس اپنی تاریخ چارلس پنجم میں لکھتا ہے ”وہ مسلمان ہی تھے جن میں اشاعت مذہب کے جوش کے ساتھ رواداری ملی ہوئی تھی ایک طرف تو وہ اپنے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین کو پھیلاتے تھے۔ دوسری طرف ان اشخاص کو جو اسے قبول نہیں کرتے تھے اپنے اصلی ادیان پر قائم رہنے دیتے تھے“

(۵) میشور ہبان اپنی کتاب سفرِ مشرق میں لکھتا ہے :۔

”عیسائیوں کے لیے نہایت افسوس کی بات ہے کہ مذہبی رواداری جو مختلف اقوام میں ایک بڑا قانون مروت ہے۔ عیسائیوں کو مسلمانوں نے سکھائی“

(۶) ڈاکٹر گستاولی فتح بیت المقدس کے متعلق لکھتے ہوئے تحریر کرتا ہے۔

”عمرو بن عاص نے باشندگان مصر سے وعدہ کیا کہ انھیں پوری مذہبی آزادی، پورا انصاف بلا رو رعایت اور جائداد کی ملکیت کے پورے حقوق دیئے جائیں گے۔ عُمّال اسلام اپنے اس عہد پر اس درجہ مستحکم رہے اور انہوں نے ان لوگوں کے ساتھ جو ہر روز شاہنشاہ قسطنطنیہ کے عاملوں کے ہاتھ سے انواع و اقسام کے مظالم سہا کرتے تھے اس طرح کا عمدہ برتاؤ کیا کہ سارے ملک نے بہ کشادہ پیشانی ”دین اسلام“ اور عربی زبان کو قبول کر لیا۔ میں بار بار کہوں گا کہ یہ وہ نتیجہ ہے جو ہرگز بزور شمشیر حاصل نہیں ہو سکتا“

۷۔ مصر کے مشہور اخبار ایجپٹ میں ایک مسیحی لکھتا ہے۔

”جس طرح عیسائیت علم و تمدن کے میدان میں اسلام کے دوش بدوش نہیں چل سکتی، اسی طرح اخلاقی حیثیت سے بھی اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتی“

۸۔ بیروت کے ایک مسیحی اخبار ”الوطن“ میں ایک عیسائی نامہ نگار لکھتا ہے :۔

”پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مسلمانوں کی قوم کے پھیلنے اور باقی رہنے کے تمام سامان فراہم کر دیئے۔ کیونکہ مسلمان جب قرآن و حدیث (منکرین حدیث پاک غور کریں) میں غور کریں گے تو وہ اپنی ہر دینی و دنیوی ضرورت کا علاج اس میں پائیں گے ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان پر سوائے تقویٰ کے اور کسی چیز کے سبب ترجیح نہیں دی گئی (آگے لکھتا ہے) انھوں نے عورت کے مرتبہ کو بلند کر دیا۔ بیت المال کے لیے قواعد مرتب کیے اور حکمت و دانائی کو مسلمانوں کا گمشدہ مال قرار دیا اور حاصل کرنے کی تاکید کی“

۹۔ مشہور مؤرخ ایڈورڈ گبن لکھتا ہے :۔

”حضرت محمدؐ صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان کے ہم وطنوں کی ناانصافی نے اس وقت جلا وطن کیا جبکہ وہ اپنے خیر اندیش مذہب اور صلح آمیز رسالت پر عامل تھے“

۱۰۔ مسٹر طامس کارلائل اپنی کتاب ”لیکچرز آن ہیروز“ میں رقمطراز ہے :۔

”اسلام کا آنا عرب کی قوم (بلکہ تمام دُنیا) کے حق میں گویا تاریکی میں روشنی کا آنا تھا۔ عرب پہلے ہی پہل اس کے ذریعہ زندہ ہوا۔ اہل عرب گلہ بانوں کی غریب قوم تھی اور جب سے دنیا بنی تھی عرب کے چٹیل میدانوں میں پھرا کرتی تھی اور کسی شخص کو ان کا خیال بھی نہ تھا کہ اس قوم میں ایک اولوالعزم پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسے کلام کے ساتھ جس پر وہ یقین رکھتے تھے، بھیجا گیا۔ اب دیکھو کہ جس چیز سے کوئی واقف ہی نہ تھا وہ تمام دنیا میں مشہور و معروف ہو گئی اور چھوٹی چیز نہایت ہی بڑی بن گئی۔ اس کے بعد ایک صدی کے اندر ایک جانب غرناطہ اور ایک طرف دہلی ہو گئی ایک چنگاری ایسے ملک میں پڑی جو ظلمت میں چھپا ہوا ریگستان تھا۔ مگر دیکھو اس نے زور و شور سے اڑ جانے والی باروت کی طرح نیلے آسمان تک اٹھتے ہوئے شعلوں کے ذریعہ دہلی سے تا بہ غرناطہ روشن کر دیا“

۱۱۔ جی ایم راڈویل لکھتا ہے :۔

قرآن میں ایک نہایت گہری حقانیت ہے جو اُن لفظوں میں بیان کی گئی ہے جو باوجود مختصر ہونے کے قوی اور صحیح رہنمائی اور الہامی حکموں سے مملو ہیں“

۱۲۔ جرمن مستشرق تمانویل ڈیوش لکھتا ہے:۔

اُسی قرآن کی مدد سے تمام سامی اقوام میں صرف عرب ہی یورپ میں شاہانہ حیثیت سے داخل ہوئے جہاں اہل فینشیا بطور تاجروں کے اور یہودی لوگ پناہ گزینوں اور اسیروں کی حالت میں پہنچے، ان عربوں نے بنی نوع انسان کو روشنی دکھلائی جبکہ چاروں طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی، ان عربوں نے یونان کی عقل و دانش کو زندہ کیا اور مشرق و مغرب کو فلسفہ طب اور علم معیشت کی تعلیم دی اور موجودہ سائنس کے جنم لینے میں انہوں نے حصہ لیا۔ ہم ہمیشہ اس روز کا ماتم کریں گے جس دن غرناطہ عربوں کے ہاتھ سے نکل گیا"

۱۳- ڈاکٹر سیموئیل جانسن لکھتا ہے :-

"قرآن کے مطالب ایسے ہمہ گیر ہیں اور ہر زمانہ کے لیے اس قدر موزوں ہیں کہ زمانہ کی تمام صدائیں خواہ مخواہ اس کو قبول کر لیتی ہیں اور وہ محلوں ریگستانوں شہروں اور سلطنتوں میں گونجتا ہے"

۱۴- ریورنیڈ ڈبلیو اسٹیفین لکھتا ہے :" آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بُت پرستی کے ایک منتشر انبار کے عوض میں خالص توحید کا عقیدہ کیا۔ آپؐ نے لوگوں کے اخلاقی معیار کو بلند کیا، اور ان کی تمدنی حالت کو ترقی دی، اور ایک سنجیدہ اور معقول طریق عبادت جاری کیا آخرکار آپؐ نے اس ذریعہ سے بہت سے وحشی اور آزاد قبیلوں کو جو محض ذروں کی طرح ادھر ادھر اُڑتے پھرتے تھے، باہم ملا کر ایک ٹھوس مُلکی جماعت کی شکل میں منتقل کر دیا"

(۱۵) ڈاکٹر گستاؤلی اپنی مشہور کتاب "تمدنِ عرب" میں مذہبی مصنف "موسیو لیلی" کا قول نقل کرتا ہے :-

مُسلمان ان نظامات میں جو اقوام مزدوری پیشہ کی بہبُودی سے مُتعلق ہیں اُس وقت تک ان سب غلطیوں سے بچے ہوئے ہیں جو مغرب میں واقع ہوئی ہیں!

ان میں وہ عمدہ نظامات کامل طور سے باقی ہیں جن کے ذریعہ سے انہوں نے امیر و غریب، غلام و مالک میں صلح قائم رکھی ہے اس قدر کہنا کافی ہے کہ وہ قوم جس کو تعلیم دینے کا دعویٰ یورپ کر رہا ہو فی الواقع وہ قوم ہے جس سے خود اسے سبق لینا چاہیئے (شیدائے مغرب اسے مکرّر پڑھ)

۱۷- پروفیسر ایڈ ورڈ مونٹ پروفیسر السنہ مشرقیہ جینوا یونیورسٹی لکھتا ہے۔

"کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلّم) کو اصلاح اخلاق اور سوسائٹی کے متعلق جو کامیابی ہوئی اس اعتبار سے آپؐ کو انسانیّت کا محسنِ اعظم یقین کرنا پڑتا ہے"

۱۸- سر ولیم میور اپنی کتاب "لائف آف محمدؐ" میں لکھتا ہے :-

"جہاں تک ہماری معلومات ہیں دُنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو اس قرآن مجید کی طرح بارہ صدیوں تک ہر تحریف سے پاک رہی ہو"

۱۹- ڈاکٹر موریس فرانسیسی لکھتا ہے

"قرآن دینی تعلیم کی خوبیوں کے لحاظ سے تمام دنیا کی مذہبی کتابوں سے افضل ہے بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلی عنایت نے جو کتابیں دیں اُن سب میں قرآن بہترین کتاب ہے"

۲۰- ڈاکٹر مارِیس کہتا ہے کہ

"قرآن نے دُنیا پر وہ اثر ڈالا جس سے بہتر ممکن نہ تھا"

۲۱- ڈاکٹر اسٹیبن گاس اپنی ڈکشنری میں لکھتا ہے :" قرآن کی خاص خوبی اس کی ہمہ گیر صداقت میں مضمر ہے"

(۱۶) قرآن میں عقائد اخلاق اور ان کی بناپر قانون کا مکمّل مجمُوعہ موجُود ہے اس میں ایک وسیع جمہُوری سلطنت کے ہر شعبہ کی بُنیادیں بھی رکھ دی گئی ہیں، عدالت، حربی انتظامات، مالیات اور نہایت محتاط قانون غربا وغیرہ، کی!

"لڈوفے کریھلے"

۲۲- مشہور مترجم قرآن "جارج سیل" لکھتا ہے" قرآن جیسی معجز کتاب انسانی قلم نہیں لکھ سکتا۔ یہ مستقل معجزہ ہے جو مُردوں کو زندہ کرنے کے معجزوں سے بلند تر ہے"

۲۳- پادری دال ریسین بی ڈی کہتا ہے

"مسلمانوں کا مذہب جو قرآن کا مذہب ہے ایک امن اور سلامتی کا مذہب ہے"

۲۴- گاڈ فری ہیگنس لکھتا ہے :-

"قرآن کمزوروں اور غریبوں کا غمخوار اور ناانصافی کی جابجا مذمت کرتا ہے"

۲۵- ڈاکٹر کیپٹن آرک ٹیلر کہتا ہے :-

"اِسلام کی بنیاد قرآن پر ہے جو تہذیب و تمدّن کا علمبردار ہے"

۲۶- مسٹر جان ڈیون پورٹ اپنی کتاب اپالوجی فار محمدؐ اینڈ دی "قرآن" میں لکھتا ہے کہ" فی الحقیقت قرآن عیوب سے ایسا مبرّا ہے کہ اس میں خفیف سے خفیف ترمیم کی بھی ضرورت نہیں"

۲۷- اسلام کا اشدترین دشمن "پادری عمادالدین" صداقت سے مغلوب ہو کر لکھتا ہے :-

"قرآن آج تک وہی قرآن ہے جو محمدؐ صاحب (صلی اللہ علیہ وسلّم) کے عہد میں تھا"

۲۸- مشہور مورخ گبن صاحب لکھتے ہیں" قرآن شریف مسلمانوں کا مجموعہ قوانین عامہ ہے۔ اس میں قوانین مذہبی اور سلوکِ باہمی اور فوجداری اور دیوانی، تجارتی اور فوجی اور ملکی اور سزا دہی سب موجود ہے۔ (جن کو قرآن مجید میں کوئی قانون دکھائی نہیں دیتا وہ اپنی کوتاہ نظری پر ماتم کریں) اور مذہبی رسموں سے لے کر معاملاتِ دنیوی تک ہر ایک چیز کا مفصّل بیان ہے قرآن نجاتِ رُوح اور صحتِ جسمانی اور حقوقِ عامہ اور حقوقِ شخصی اور نفع رسانیٔ خلائق اور نیکی اور بدی اور سزا دینی دنیوی سب چیز پر حاوی ہے"

۲۹- مشہور جرمن فاضل گوئٹے لکھتا ہے :-

"اس کتاب (قرآن) کی اعانت سے عربوں نے سکندر اعظم کے جہان سے بڑا جہان اور رومۃ الکبریٰ کی سلطنت سے وسیع تر سلطنت فتح کر لی اور جس قدر زمانہ سلطنتِ روما کو اپنی فتوحات کے حاصل کرنے میں درکار ہُوا تھا اس کا دسواں حصّہ بھی ان کو نہ لگا"

۳۰- ڈاکٹر ڈبلیو ٹی آرنلڈ کی کتاب "پریچنگ آف اسلام" اسی موضوع پر لکھی گئی ہے کہ "اسلام کی اشاعت بزور شمشیر نہیں بلکہ صلح و آشتی کے ساتھ ہوئی ہے"۔

جو قابل مطالعہ ہے اور اس کا اردو ترجمہ "دعوتِ اسلام" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

۳۱- نامور جرمن فاضل علامہ جو" اکیم دی یولف" نے اسلام کے متعدد اصول و احکام پر ایک قابل قدر مضمون لکھا تھا، جو جرمنی کے مشہور علمی رسالہ "دی ہائف" میں شائع بھی ہو گیا تھا اور ہندوستان کے اخبار وکیل نے ۱۳ر جون ۱۹۱۳ء کے پرچہ میں شائع کیا تھا۔ طوالت کے خوف سے صرف چند اقتباسات پر اکتفا کرتا ہوں۔ مکمل مضمون المصالح العقلیہ صفحہ ۳۷۲ تا ۳۷۶ پر درج ہے۔ فاضل مذکور لکھتے ہیں:-

"دین اسلام کے اصول و عقائد و قواعد کا اگر بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی مانند ظاہر ہو جاتی ہے کہ موجودہ مسلمان ان کی پابندی سے کوسوں دور ہیں اگر مسلمانوں میں کوئی ایسی اولوالعزم روح پردۂ غیب سے شہود میں آئے جو ان کو از سرِ نو اسلام کے اصلی اور صحیح مرکز پر لے آئے تو اس میں کلام نہیں کہ ان کی قوت کا طرۂ افتخار آسمان تک جا پہنچے"۔

آگے لکھتے ہیں "اسلام نے صفائی اور پاکیزگی اور پاکبازی کے صاف اور صریح ہدایات کو نافذ کر کے جراثیم ہلاکت کو مہلک صدمہ پہنچا دیا ہو۔ غسل اور وضو کے واجبات نہایت دور اندیشی اور مصلحت پر مبنی ہیں"۔

پھر لکھتے ہیں "حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلّم) نے لحم خنزیر میں اور بعضے ممنوع جانوروں کے اندر امراض ہیضہ و ٹمان قالین، بخار وغیرہ کا خطرہ دریافت کر لیا تھا۔ حیوانات کے ذبح کرنے کا جو طریقہ شارع اسلام نے تلقین کیا ہے وہ بہت ضروری اور اہم ہے۔

"اسلام میں تعداد ازواج کی اجازت قوم کی نسل کے ناقابل تلافی نقصان سے محفوظ رکھنے کے لیے ایک بے نظیر اصول ہے"

جس کی ہمیں تہ دل سے قدر کرنی چاہیئے۔ منشیات و مسکرات کو حرام قرار دینا اسلام کا اتنا بڑا احسان ہے جس کے بارِ گراں سے انسان کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتا اور ہم مدعیانِ تہذیب و تمدن یعنی اقوام یورپ کو اس بارہ میں مسلمانوں پر حسد (رشک) کرنا لازم ہے۔۔

اسلامی تعلیمات کی یہ بڑی فضیلت اور منزلت اظہر من الشمس ہے اگر اسلامی تہذیب دنیا میں جلوہ فگن نہ ہوتی تو ہماری (یورپین واقوام) کیا کیفیت ہوتی۔ آئین احسان مندی کی رو سے ہم پر واجب ہے کہ عربی و فنون نے ہمارے علوم و فنون پر جو حیرت انگیز اثر ڈالا ہے اس کو فراموش نہ کریں۔ چند سو سال قبل ہی کا زمانہ لیجئے یورپ کے تشنگانِ علوم کا چشمہ شیریں اندلس کے عربی اسلامی دار العلوم تھے۔ اور سچ پوچھو تو آج بھی جبکہ اسلام روبہ تنزل ہے۔ ہم اسلام کے سیاسی علوم سے بہت کچھ اخذ کر سکتے ہیں"۔ (بلکہ کر رہے ہیں۔ ناقل)

۳۲- جرمنی کے ایک اور مشہور ڈاکٹر کوخ نے ایک مضمون اخبار "النصیحۃ" میں دیا تھا جو اخبار مدینہ بجنور ۹ر مارچ ۱۹۱۷ء ج ۶ ع ۱۹ میں شائع ہوا تھا اس کے چند اقتباسات بھی ہدیۂ ناظرین کیے دیتا ہوں۔

ڈاکٹر مذکور لکھتا ہے" میں نے وہ حدیث پاک پڑھی جس کا مفہوم یہ ہے کہ جس برتن میں کتا منہ ڈالے اس کو سات بار دھو ڈالو، چھ مرتبہ پانی سے اور ایک مرتبہ مٹی سے۔ یہ حدیث دیکھ کر مجھے خیال آیا (حضرت) محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلّم جیسے عظیم الشان پیغمبر کی شان میں فضول گوئی نہیں ہو سکتی۔ ضرور اس میں کوئی مفید راز ہے اور مٹی کے عنصروں کی کیمیائی تحلیل کر کے ہر ایک عنصر کا دار الکلب میں استعمال شروع کیا۔ اخیر میں نوشادر کی نوبت آتے ہی مجھ پر منکشف ہو گیا کہ اس مرض کا یہی علاج ہے۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلّم) نے مٹی سے برتن دھونے کی رغبت کیوں دلائی، اس کی وجہ یہ ہے کہ نوشادر ہمیشہ مٹی میں موجود رہتا ہے اور اگر آپ نے محض نوشادر ہی سے برتن دھونے کی ہدایت فرمائی ہوتی تو بسا اوقات اس کا ملنا ناممکن ہوتا اس لیے مٹی جو ہر وقت اور ہر جگہ پائی جاتی ہے برتنوں کی صفائی کے لیے بہترین ذریعہ صفائی تھی۔ اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث اَلْحُمّٰی مِنْ فَیْحِ جَهَنَّمَ فَاطْفِئُوْهَا بِالْمَاءِ (کہ بخار جہنم کی بھاپ سے ہے تو اس کی گرمی پانی سے بجھا اور ٹھنڈا لیا کرو۔ ناقل) پر (بے وقوف) اطباء ہنسا کرتے تھے حالانکہ آپؐ کی غرض اس ارشاد سے یہی تھی کہ صفراوی بخار کا علاج آبِ سرد سے کرو۔ چنانچہ اب تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ صفراوی بخار کا علاج صرف ٹھنڈا پانی ہی نہیں ہے بلکہ برف آب ہے غرضیکہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بہت سی حدیثیں فنّ طب کی جان اور اصل الاصول ہیں اور تحقیق و تفتیش ان کی صداقتِ کاملہ کا اظہار کرتی ہے"۔

۳۳- ڈاکٹر کینن آئزک ٹیلر نے ۱۸۷۷ء میں بحیثیت صدر نشین کلیسائے انگلستان ایک تقریر کی تھی جو اسی زمانہ میں لنڈن ٹائمز میں شائع ہوئی تھی، اس تقریر کا خلاصہ یہ ہے۔ اسلام کی بنیاد قرآن پر ہے جو تمدن کا جھنڈا اڑاتا ہے۔ جو تعلیم دیتا ہے کہ

انسان جو نہ جانتا ہو اس کو سیکھے جو بتاتا ہے کہ صاف کپڑے پہنو اور صفائی سے رہو جو حکم دیتا ہے کہ استقلال و استقامت لازمی فرض ہے

بے شبہ دین اسلام کے تمام اصول ارفع ہیں اور اس کی خصوصیات شائستگی اور تمدن سکھلاتی ہیں"۔

۳۴:- "ہربرٹ لیکچرز" میں یہ فقرات بھی ہیں" اسلامی قانون قابل تعریف اصول پر مشتمل ہے"۔۔ شریعت اسلام نہایت اعلیٰ درجہ کے عقل و احکام کا مجموعہ ہے۔

۳۵:- مترجم قرآن مسٹر وڈول قرآن مجید کے بارے میں لکھتا ہے۔ جتنا بھی ہم اس کتاب (قرآن) کو الٹ پلٹ کر دیکھیں اسی قدر پہلے

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جھلک

فضل حق جوزی فاضل جامعہ رشیدیہ ساہیوال

انسان کے حال و مستقبل کی تاریکی کو چاک کرنے کے لئے ماضی کی روشنی سے فیض حاصل کرنا ضروری ہے۔ جن مختلف انسانی طبقوں کے ہم پر احسان ہیں وہ سب شکریہ کے مستحق ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ ہم پر جن لوگوں نے احسان کئے ہیں وہ انبیاء کرام علیہم السلام ہیں، ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے وقت میں اپنی اپنی قوموں کے سامنے اس زمانہ کے مناسب حال اخلاقِ عالیہ اور صفاتِ کمالیہ کا ایک نہ ایک بلند ترین اور معجزانہ نمونہ پیش کیا۔ کسی نے صبر، کسی نے ایثار، کسی نے قربانی، کسی نے جوشِ توحید، کسی نے ولولۂ حق، کسی نے تسلیم، کسی نے عفّت اور کسی نے زہد۔ غرض ہر ایک نے دنیا میں انسان کی پُرپیچ زندگی کے راستہ میں ایک نہ ایک مینار قائم کر دیا۔ جس سے برسوں تک صراطِ مستقیم روشن رہا۔ اور تھکی ماندی انسانیت کے قافلے اطمینان و سکون کے ساتھ جادہ پیمائے منزل رہے مگر ایک ایسے رہنما کی ضرورت تھی جو ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک پوری راہ کو اپنی ہدایت اور عملی مثالوں سے روشن کر دے۔

یہ رہنما سلسلہ انبیاء کے آخری فرد محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپؐ کی بعثت عین اس وقت میں ہوئی جب کہ دنیا کفر و جہالت کے تاریک غاروں میں پہنچ چکی تھی۔ ہر طرف تاریکی چھا چکی تھی، انسانیت دنیا سے ختم ہو چکی تھی، اخلاق تباہ ہو چکے تھے، پورے عالم پر کفر و شرک اور ظلم و عدوان کی تاریکیاں چھا چکی تھیں سابقہ مشعلیں بجھ چکی تھیں، ہدایت کے دئے گل ہو چکے تھے، دنیا کی فضا مکدّر ہو چکی تھی شیطانی طاقتیں جم چکی تھیں، دن، رات بن چکے تھے امن و اطمینان کی ایک کرن بھی کسی طرف نظر نہیں آتی تھی، ان ہی خوفناک اندھیروں میں دفعتاً مکّہ کی پہاڑیوں پر ایک چمک دکھائی دی، رحمت کا بادل زور سے گرجا —— دیکھنے والوں نے دیکھا کہ جبلِ نور کی چوٹی سے دنیا کا ہادی اور رب العالمین کا پیغمبر اعظم چمکتا ہوا اور گرجتا ہوا باراہ رحمت کے ساتھ نزولِ اجلال فرما رہا ہے۔ اربابِ سیر اپنے محدود پیرایہ زبان میں لکھتے ہیں کہ آج کی رات کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے، آتش کدۂ فارس بجھ گیا اور دریائے ساوہ خشک ہو گیا۔

علامہ شبلیؒ لکھتے ہیں کہ سچ یہ ہے کہ ایرانی کسرای نہیں بلکہ شانِ عجم، شوکتِ روم، اوجِ چین کے قصرہائے فلک بوس گر پڑے، آتشِ فارس نہیں بلکہ جحیم شر آتش کدہ کفر، آذرکدہ گمراہی سرد ہو کر رہ گئے، صنم خانوں میں خاک اُڑنے لگی بتکدے خاک میں مل گئے، شیرازۂ مجوسیت بکھر گیا، نصرانیت کے اوراقِ خزاں دیدہ ایک ایک کر کے جھڑ گئے، تاریکیاں چھٹ گئیں، انسانی دنیا میں انقلاب آ گیا — نورِ ہدایت کی ضیا پاشیوں اور تابانیوں سے پوری کائنات جگمگا اٹھی، اندھیرے کافور ہو گئے، ظلمت کی جگہ روشنی نے لے لی۔ کائنات میں انقلاب آ گیا ؎

کرنے لگی زمین ستاروں پہ تبصرہ
ہونے لگا خزاں کا بہاروں پہ تبصرہ

چالیس سال کی پاکیزہ زندگی کے بعد آپؐ پر وحی شروع ہوئی سیرت عملی جوش پہ آئی راتیں خدا کی یاد میں گذرتیں دن تبلیغ میں گذرتا۔ آپؐ کی عبادت پر غارِ حرا شاہد ہے، دیانت و امانت پر کفار گواہ ہیں۔ آپؐ کے اخلاقِ حسنہ پر قرآن گواہ ہے آپؐ کے سارے معاشرہ پر صحابہؓ گواہ ہیں، آپؐ پر جو جو مصائب آئے اس پر طائف کی گلیاں گواہ ہیں، اسلام کی خاطر گھر سے بے گھر ہونے پر غارِ ثور گواہ ہے، آپؐ اپنی سیرت کو خود امت کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ لَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ میری عمر کے چالیس سال تمہاری آنکھوں کے سامنے گذرے ہیں۔ اس قدر طویل مدت میں تم کو میرے حالات کے متعلق ہر قسم کا تجربہ ہو چکا، میرا صدق و عفاف و امانت و دیانت وغیرہ اخلاقِ حسنہ تم میں ضرب المثل رہے ہیں۔ تم کو سوچنا چاہئے کہ جس پاک سرشت انسان نے چالیس برس تک کسی انسان پر جھوٹ نہ لگایا ہو کیا وہ ایک دم ایسی جسارت کر سکتا ہے کہ (معاذ اللہ) خداوند قدوس پر جھوٹ اور افترا باندھنے لگے۔ ناچار ماننا پڑے گا کہ میں تم کو جو کلام الٰہی سناتا ہوں وہ من جانب اللہ ہے۔ حاصل مطالعہ سیرت النبیؐ (تصنیف علامہ سید سلیمان ندویؒ) کا یہ ہے کہ تاریخ کی دنیا میں ہزاروں لاکھوں اشخاص نمایاں ہیں جنھوں نے آنے والوں کے لئے اپنی زندگیاں نمونے کے طور پر پیش کی ہیں۔ ایک طرف شاہانِ عالم کے باشان و شوکت دربار ہیں، ایک طرف سپہ سالار کے جنگی پہرے ہیں، ایک طرف حکماء اور فلاسفروں کا متعین گروہ ہے، ایک طرف فاتحین کی پُر جلال صفیں ہیں، ایک طرف شعراء کرام کا بزم رنگین ہے۔ ان میں سے ہر ایک کی زندگی آدم کے بیٹوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔

سقراط، افلاطون، جالینوس، ان کی زندگیاں ایک خاص رنگ رکھتی ہیں — غرض دنیا کے اسٹیج پر ہزاروں قسم کی زندگیوں کے نمونے ہیں جو بنی آدم کی عملی زندگی کے لئے سامنے ہیں۔

لیکن بتاؤ کہ ان میں سے کس کی زندگی نوعِ انسانی کی سعادت، فلاح و ہدایت کی ضامن اور اس کے لئے قابلِ تقلید نمونہ ہے۔ ان لوگوں میں سے بڑے بڑے فاتح اور سپہ سالار ہیں جنھوں نے اپنی تلواروں کی نوک سے دنیا کے تختے الٹ دئے لیکن کیا انسانیت کی فلاح و ہدایت کے لئے انھوں نے کوئی نمونہ چھوڑا؟ کیا ان کی تلواریں میدانِ جنگ سے آگے بڑھ کر انسانی اوہام و خیالات فاسدہ کی بیڑیوں کو بھی کاٹ سکیں۔ انسانوں کی باہمی برادرانہ تعلقات کی گتھی بھی سلجھا سکیں، انسانی معاشرت کا کوئی علاج کر سکیں ہماری روحانی مایوسیوں اور نا امیدیوں کا کوئی علاج بتا سکیں۔ ہمارے دلوں کی ناپاکی

(باقی صلا پر)

بنات اسلام

پردہ اور قرآن مجید

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا

مسئلہ کی اہمیت

پردے کا مسئلہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے تو ایسا ہے کہ اس کو تمام معاشرتی مسائل کی بنیاد قرار دیا جا سکتا ہے۔ خانگی زندگی کی ساری مسرتیں اور خوشحالیاں اس پر مبنی قرار دی جا سکتی ہیں صرف افراد کا بننا اور بگڑنا ہی نہیں بلکہ ہماری حکومت کے ضعف و استحکام کا بھی بڑی حد تک اُس پر انحصار ہے۔ اس کے بارہ میں ہماری غلط روش سے نہ صرف ہماری معاشرتی زندگی ہی متأثر نہیں ہوئی بلکہ اس کے لازمی نتیجہ کے طور پر ہمارے تمام اخلاقی اقدار بھی متأثر ہوئے لیکن جو حضرات اس پر خامہ فرسائی فرماتے ہیں (یا فرماتی ہیں) ان میں سے کسی کو بھی اس کی اہمیت کا کوئی اندازہ نہیں ہے۔ کسی اسکول یا کالج کے ڈیبیٹ (مباحثہ) میں جس مبلغ علم اور جس درجہ کے احساس ذمہ داری کے ساتھ لڑکے شریک ہو جایا کرتے ہیں اس سے بھی اَنتر درجہ کے احساسِ ذمہ داری کے ساتھ لوگ اس مباحثہ میں کود پڑتے ہیں۔

قرآن و حدیث کے علم یا ان سے استدلال کی تو اُن حضرات سے توقع ہو ہی کیسے سکتی ہے۔ خالص عقلی معاشرتی اور اجتماعی پہلوؤں سے جو کچھ اس مسئلہ پر کہا جا سکتا ہے اس کا بھی کوئی اثر ان کی تحریروں میں نہیں پایا جاتا ہے۔ مردوں کی طرف سے عورتوں کو پردے کے خلاف اکسانے کے لیے جذباتی اپیلیں اصل دین پر "دین مُلّا" کے نام سے چوٹیں، پردے کے حامیوں پر رجعت پسندی اور ترقی دشمنی کے طعنے ہیں اسی طرح عورتوں کی طرف سے پردے کی زندگی پر حقارت آمیز پھبتیاں، گھر کی بندشوں پر گالیاں اور کوسنے، مُلّا کے دین پر صلواتیں اور لعنتیں، اسی طرح کی بے شمار چیزیں آپ کو ان تحریروں میں بمقدار وافر مل جائیں گی۔ اِن موتیوں سے جہاں سے چاہیئے دامن بھر لیجئے لیکن اگر آپ یہ دیکھنا چاہیں کہ کسی بات پر سنجیدگی کے ساتھ کوئی دلیل لائی گئی ہو تو آپ کوشش اور تلاش کے باوجود بھی اس طرح کی کوئی چیز نہ پا سکیں گے پھر لطف کی بات یہ ہے کہ جو لوگ اس بے پروائی کے ساتھ ہماری ساری معاشرتی زندگی کی بنیادیں اکھیڑ رہے ہیں وہ اس خبط میں مبتلا ہیں کہ اُن کا یہ فعل پاکستان کی تمدنی و معاشرتی تعمیر کے سلسلہ کی ایک مبارک کڑی ہے۔

ذہنی بدحالی

عام طور اس بحث میں حصّہ لینے والے جتنے بھی ذکور و اناث ہوتے ہیں خدا کے فضل سے سب مسلمان ہیں اور ان میں سے ہر ایک اس بات کا مدعی ہے کہ پردے کے معاملے میں جو کچھ خدا اور رسولوں نے کہا ہے اس سے ان کو انکار نہیں ہے انکار جس چیز سے ہے وہ "دین مُلّا" ہے لیکن حالت یہ ہے کہ ہر شخص قرآن پاک کی اتنی بات تو لے لیتا ہے جتنی اس کی خواہش کے مطابق ہے اور جو بات اس کی خواہش کے خلاف نظر آتی ہے اس سے اس طرح کترا جاتا ہے گویا وہ بھی "دین مُلّا" کے تحت داخل ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ پیچھے تو چلنا چاہتے

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جناب مضطر گجراتی بی اے مرحوم

اے سراپا صدق و صبر اے بنت پیغمبرؐ سلام
کائنات زندگی کے بیکراں تجھ پر سلام

دن کو سورج بھیجتا ہے تیرے مدفن پر درود
شب کی تنہائی میں پڑھتے ہیں مہ و اختر سلام

تو شریکِ زندگی تھی حضرت عثمان رضؓ کی
اے وفادار و صفا کیش و حیا پرور سلام

تو نے کیں دو ہجرتیں اسلام میں شوہر کے ساتھ
تا ابد تجھ پر کہیں گے اجنبی منظر سلام

ایسی ہجرت کی تھی پہلے لوطؑ ابراہیمؑ نے
حسبِ ارشادِ پیمبرؐ ایسے جوڑے پر سلام

تجھ کو بخشا تھا خدا نے ایسا پاکیزہ جمال
عورتیں پڑھتی ہیں تیری یاد میں مل کر سلام

بدر کے غزوے کے موقع پر ہوئی تیری وفات
تیری روح پاک پر تا ساعتِ محشر سلام

اللہ اللہ تیرا ذکرِ خیر اے بنتِ رسولؐ
میں نے خار و گل کے لب سے بھی سنے اکثر سلام

السلام اے مومنوں کی خواہر عزت مآب
پیش کرتا ہے بصد عجز و ادب مضطر سلام

وفات سے چند روز قبل جناب مضطر گجراتی صاحبؒ بنات النبیؐ کے عنوان سے پانچ نظمیں بغرض اشاعت خدام الدین مجھے اپنے غریب خانہ پر دے آئے تھے غالباً دو نظمیں تو ان کی وفات سے قبل خدام الدین میں شائع ہو گئیں اب تیسری وفات کے بعد شائع ہو رہی ہے۔ یہ کسے معلوم تھا کہ ان نظموں کے شائع ہونے سے قبل ہی مضطر صاحب اللہ کو پیارے ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ (نور محمد انورؔ)

ہیں اپنی خواہشوں کے، لیکن ظاہر یہ کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن کے پیچھے چل رہے ہیں — یہ ہماری قوم کی ذہنی بدحالی اور اخلاقی گراوٹ کی نہایت کھلی ہوئی دلیل ہے اس کے اکثر افراد بیک وقت کئی کئی مسلکوں کے ساتھ محبت اور ایک ہی ساتھ کئی کئی دینوں پر تھوڑا تھوڑا عمل کرنا چاہتے ہیں، اس انتشار ذہن اور اس منافقانہ سیرت کے ساتھ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ ان بھاری ذمہ داریوں کو کس طرح سنبھال سکیں گے جو ان پر آن پڑی ہیں۔

اِن مضامین سے اہل علم کا تو کسی غلط فہمی میں پڑنے کا اندیشہ نہیں ہے لیکن یہ اندیشہ ضرور ہوتا ہے کہ ممکن ہے ان کے بُرے اثرات ہمارے ان بھائیوں اور بہنوں تک متعدی ہوں جو اخلاص اور یکسوئی کے ساتھ اسلام پر عمل کرنا چاہتے ہیں لیکن اسلام سے ناواقف ہونے کی وجہ سے بسا اوقات دھوکے میں پڑ جاتے ہیں، ہم اُن کی رہنمائی کے لیے چاہتے ہیں کہ قرآن مجید میں پردے سے متعلق جو احکام دیئے گئے ہیں ان کو بیان کر دیں، اس سے ہمارے ان بھائیوں کو بھی فائدہ پہنچے گا جنہوں نے اس سلسلہ میں اسلام کا نقطۂ نظر پیش کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن تاویل و تفسیر کی بعض پرانی مشکلوں کی وجہ سے صحیح نقطۂ نظر نہیں پیش کر سکے ہیں۔

●○ قرآن میں پردہ کے احکام کی نوعیت

قرآن مجید میں پردہ سے متعلق تین طرح کے احکام ہیں :—

(۱) ایک وہ احکام ہیں جو خاص کر نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی بیویوں کو مخاطب کر کے یا ان سے متعلق عام مسلمانوں کو مخاطب کر کے دیئے گئے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ احکام نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں ہی کے لیے خاص نہیں ہیں بلکہ ان کا حکم اُمت کی تمام ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے لیے عام ہے۔ خطاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی بیویوں کو خاص طور پر — پیشِ نظر رکھنے کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ شروع شروع میں معاشرتی اصلاح کا یہ مشکل قدم آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھروں ہی سے اُٹھایا گیا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ تمام اُمّت کی خواتین کے لیے نمونہ ہونے کی وجہ سے نبیؐ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ازواج مطہرہ اور آپؐ کے اہلِ بیت پر ان ہدایات و احکامات کی ذمہ داری زیادہ قوت و شدت کے ساتھ عائد ہوتی تھی۔ (باقی آئندہ)

ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حافظ محمد ظہور الحق ظہورؔ
اسلام آباد

تاجدارِ نبوّت ہمارا نبیؐ — شہریارِ رسالت ہمارا نبیؐ
رازدارِ حقیقت ہمارا نبیؐ — کاشفِ سرِّ وحدت ہمارا نبیؐ
مسند آرائے عزّت ہمارا نبیؐ — عظمتِ آدمیّت ہمارا نبیؐ
بزمِ عالم کی زینت ہمارا نبیؐ — رونقِ بزمِ جنّت ہمارا نبیؐ
جس کے قلبِ منوّر پہ نازل ہوئی — ہے کتابِ ہدایت ہمارا نبیؐ
ساری دُنیا میں مشہور و معروف ہے — جس کی صدق و امانت ہمارا نبیؐ
جس کے اخلاقِ حسنہ پہ قرآن ہیں — حق نے دی ہے شہادت ہمارا نبیؐ
جس کے قدموں کی خاکِ مقدّس ہوئی — کُحلِ چشمِ بصیرت ہمارا نبیؐ
جس نے حسنِ عمل سے جہاں کو دیا — درسِ مہر و اخوّت ہمارا نبیؐ
جس کی سیرت ہے سورج سے تابندہ تر — چاند سے خوبصورت ہمارا نبیؐ
جس کے آنے کی دیتے رہے انبیاءؑ — اُمّتوں کو بشارت ہمارا نبیؐ
جس کی بعثت ہے ارض و سما کے لئے — باعثِ صد مسرّت ہمارا نبیؐ
جس کی ذاتِ مقدّس پہ کامل ہوئی — حق تعالیٰ کی نعمت ہمارا نبیؐ
جس کو حق نے کہا خاتم الانبیاءؐ — سارے عالم پہ رحمت ہمارا نبیؐ
حشر کے دن کرے جو بہ اِذنِ خدا — عاصیوں کی شفاعت ہمارا نبیؐ
ساری مخلوق سے جس کا رتبہ بڑا — صاحبِ ہر فضیلت ہمارا نبیؐ
گلشنِ دینِ اسلام کا باغباں — ساقیِ جامِ وحدت ہمارا نبیؐ
آسمانِ رسالت کا مہتاب ہے — آفتابِ نبوّت ہمارا نبیؐ
جس کے آنے سے سب ظلمتیں مٹ گئیں — ایسی صبحِ حقیقت ہمارا نبیؐ

ہو ظہورؔ اُس حبیبِ خداؐ پر سلام
جس پہ نازاں ہے قدرت ہمارا نبیؐ

کون نہیں جانتا کہ عہد فاروقی میں روم وایران کی سلطنتیں خاک میں مل گئی تھیں نہ دبدبۂ قیصر رہا نہ فرِّ کسریٰ۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر عرب کے تہذیب نا آشنا صحراؤں میں کونسا وہ کمال تھا، جس نے وقت کی جابر و قاہر حکومتوں کے بخیئے ادھیڑ کر رکھ دیئے تھے۔ ؎

بات کیا تھی کہ نہ روما سے نہ ایران سے دبے
چند بے تربیت اونٹوں کے چرانے والے

تاریخ اس سوال کا یہ جواب دیتی ہے کہ اسلام نے عقیدۂ توحید کا صور اس بلند آہنگی کے ساتھ پھونکا تھا کہ صحرائے عرب کے شتربانوں کی غفلت شعاریوں کے حجابات چاک ہو گئے تھے اور یہ حقیقت ان پر روزِ روشن کی طرح آشکارا ہو گئی تھی کہ دنیا کی کوئی طاقت ان کا بال بیکا نہیں کر سکتی۔ گرے پڑے عربوں کے جذبات کا یہ عالم تھا کہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے کسی کو بھی خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ جب کوئی ان سے پوچھتا کہ تمہاری اس بے پناہ قوت کا سرچشمہ کیا ہے؟ تو کھلے ڈلے لفظوں میں کہہ دیا کرتے کہ ہمارے رب نے ہم سے یہ سچا اور پکا وعدہ کیا ہے: ؎

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

عہد فاروقی میں جب ایرانیوں سے قادسیہ کی جنگ چھڑی تو ایرانیوں کو پہلی بار یہ احساس ہوا کہ ہم جن صحرائیوں سے برسرِ پیکار ہیں، ان کی نظر میں موت کی کوئی حقیقت نہیں ہم جینے پہ مرتے ہیں لیکن یہ منچلے عرب جیتے بھی ہیں تو مرنے کے لیے، اس کا عملی مظاہرہ اس وقت دیکھنے میں آیا۔ جب میدانِ کارزار میں ایک نقاب پوش مجاہد اس آن بان سے ایرانیوں پر حملہ آور ہوا کہ ان کے چھکے چھوٹ گئے جس سمت بھی یہ شیر نکل جاتا صفیں چیر کر رکھ دیتا، آن کی آن میں اس کی شمشیر خارا شگاف نے پرے کے پرے صاف کر دیئے، جہاں تک نظر کام کرتی تھی کشتوں کے پشتے دکھائی دیتے تھے۔ ایرانیوں نے زچ ہو کر راہ فرار اختیار کر لی اور کچھ ایسی بھگدڑ مچی کہ اپنے پرائے کی تمیز بھی کھو بیٹھے، مجاہدین اسلام فتح و نصرت کے پرچم لہراتے ہوئے اپنے اپنے خیموں میں واپس آئے، اپنی اپنی جگہ ہر مجاہد یہ سوچ رہا تھا کہ اس معرکہ میں جس شخص کے سر فتح کا سہرا ہے وہ ہم میں سے ایک بھی نہیں۔ اگر کوئی ہے تو وہ نقاب پوش مجاہد ہے جو ایرانیوں کے خرمن پر برقِ خاطف بن کر گرا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے نسیم سحری کی ہلکی سی موج کی طرح فضائے بسیط میں کچھ اس سرعت کے ساتھ گم ہوا کہ حسرتِ دید بھی نہ نکلنے پائی۔

معرکہ قادسیہ میں مجاہدین اسلام کے سپہ سالار فاتح ایران حضرت سعد بن ابی وقاص تھے۔ بیچارے کئی دن سے عرق النسا کے عارضے میں کچھ اس شدت سے مبتلا تھے کہ آسانی سے چل پھر بھی نہیں سکتے تھے، اس کے باوجود فوج ان ہی کی سرکردگی میں لڑ رہی تھی، مجاہدین اسلام کے خیموں کے پاس ایک دو منزلہ عمارت تھی، حضرت سعد سب کے مشورے سے اسی میں ٹھہر گئے تھے۔ جب لڑائی چھڑی ہوئی تھی تو آپ بالا خانے کی چھت پر بیٹھے ہوئے جنگ کا نقشہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے، اس موقع پر جو ہدایات مناسب سمجھتے، پرچیوں پر لکھ لکھ کر ادھر سے پھینکتے رہتے۔ نقاب پوش مجاہد کی شہ زوری کا منظر آپ نے بھی دیکھا تھا اور دل ہی دل میں اس خیال سے خوش ہو رہے تھے کہ ہو نہ ہو اللہ تعالیٰ نے لشکرِ اسلام کی نصرت و اعانت کے لیے کوئی فرشتہ بھیج دیا ہے۔

مجاہدین اسلام کی فاتحانہ مراجعت کے بعد آپ بالا خانے سے نیچے اترے اور اپنی اہلیہ سے کہنے لگے:۔

حضرت سعد:۔ "خدا کو شاید میری یا مجاہدین اسلام میں سے کسی کی کوئی بات پسند آگئی ہے یہی وجہ ہے کہ ہماری مدد کے لیے اس نے ایک فرشتہ بھیجا"۔

اہلیہ سعد:۔ "فرشتہ؟ میں نہیں سمجھتی کہ عہد نبوت کے بعد بھی کسی کی امداد کے لیے کوئی فرشتہ آسکتا ہے۔ آئیے اگر آپ اس فرشتہ سے ملنا چاہیں جس نے لشکر اسلام کی بروقت مدد کی ہے، تو اس کا امکان ہے"۔

حضرت سعد کو ان کی اہلیہ اس تنگ و تاریک کوٹھڑی میں لے گئیں جہاں کسی جرم کی سزا میں ابومحجن ثقفی قید و بند کی سزا بھگت رہے تھے آنکھیں چار ہوئیں تو حضرت سعد نے پہچان لیا اور فرمایا:۔

"ٹھیک ہے، تیغ زنی کا انداز کچھ ابومحجن ثقفی سے ملتا جلتا تھا"۔

حضرت سعد نے ابومحجن ثقفی سے پوچھا:۔

"ہتھکڑیاں بیڑیاں کھول کر میدان میں کیسے پہنچ گئے مجھ سے پوچھ تو لیا ہوتا"۔

ابومحجن ثقفی نے عرض کیا۔

"آپ کی اہلیہ محترمہ سے اجازت لے لی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہنگامہ کارزار گرم ہوتا ہے تو رسوم و آداب کی قید اٹھ جاتی ہے بہرحال جو کچھ میں نے کیا ہے اس کے لیے میں مجبور تھا جس کوٹھڑی میں آپ نے مجھے قید کیا تھا اس کی کھڑکی سے میدان جنگ کا نقشہ صاف نظر آتا تھا۔ ایرانیوں کی ٹڈی دل فوج جب بڑھتی ہوئی نظر آئی تو مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے یہ سوچا ؎

خون کے چھینٹوں سے کچھ پھولوں کے خاکے ہی سہی
موسمِ گل آ گیا، زنداں میں بیٹھے کیا کریں،

پہلے بھی میں آپ کی حراست میں تھا اور اب بھی میں نے بخوشی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہن لی ہیں۔ مجھ سے جو جرم سرزد ہوا ہے اس کے لیے میں سزا کا مستحق ہوں، میدان جنگ میں جو مظاہرہ میں نے کیا ہے۔ اس کے لیے صلہ مجھے آپ سے نہیں بلکہ خدا سے لینا ہے"۔

حضرت سعدؓ نے اپنے خصوصی اختیارات کو کام میں لاتے ہوئے ابومحجن ثقفی کی رہائی کے احکام صادر کر دیئے اور مجاہدین اسلام سے فرمایا:۔

"اسلام کی راہ میں جو شخص اپنی جان ہتھیلی پر لیے پھرتا ہے۔ اور جس کی خواہش یہ ہے کہ ہر قیمت پر اسلام کا بول بالا ہو اس کا ہر جرم معاف کیا جاسکتا ہے"۔

اس کے بعد حضرت سعدؓ نے امیرالمؤمنین، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ابومحجن کے جرم کی نوعیت میدانِ جنگ میں اس کی شجاعت اور معافی سے متعلق جو صورت حال تھی اس سے آگاہ

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

بقیہ: سیرت نبوی کی ایک جھلک

اور زنگ کو مٹا سکیں، ہمارے اخلاق اور اعمال کا کوئی نقشہ بنا سکیں۔

دنیا میں بڑے بڑے شاعر بھی پیدا ہوئے لیکن خیالی دنیا کے یہ شہنشاہ عملی دنیا میں بالکل بے کار ثابت ہوئے، اس لئے افلاطون کے مشہور نظام حکومت میں ان کے لئے کوئی جگہ نہیں رکھی گئی۔ نسلِ انسانی کو اس کی زندگانی کی مشکلات کو دور کرنے کے لئے یہ لوگ کوئی صحیح مشورہ نہ دے سکے کیونکہ ان کی شیریں زبانوں کے پیچھے کوئی ان کے حسنِ عمل کا خوشنما نمونہ نہ تھا۔ اسی لئے قرآن پاک نے کہا:-

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝
اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۝
(الشعراء آیت ۲۲۴-۲۲۵)

قرآن پاک نے ان کی شیریں زبانی کے لئے بے اثر ہونے کا فلسفہ بھی بتا دیا۔ کہ وہ خیالات کی وادیوں میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور ایمان و عمل صالح کے جوہر سے خالی ہوتے ہیں۔ تاہم وہ اصلاح و ہدایت کے فریضہ کو ادا نہیں کر سکتے۔ دنیا کی تاریخ خود اس پر گواہ ہے۔

معلوم ہوا کہ ان مختلف افرادِ انسانی کی زندگی نوع انسان کی سعادت اور ہدایت کی ضامن نہ بن سکی اگر کسی کی زندگی اس فریضہ کو سرانجام دے سکی تو وہ آپؐ ہی کی زندگی ہے جو قابل تقلید نمونہ ہے اور جس نے اپنی عملی زندگی کے پرتو سے ساری دنیا کو روشن کر دیا۔

اصحابِ سیر اس کی کیا تاب و طاقت رکھتے ہیں کہ احوالِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کنہ و حقیقت کا پتہ چلا کر اس کے مکنونات کو کھول سکیں۔ واقدی اور علامہ سہیل کی قلمیں تو ٹوٹ سکتی ہیں لیکن سیرت نبویؐ کے ایک پہلو کا احاطہ بھی نہیں کر سکتے۔

اللہ تعالےٰ ہم کو سیرت نبوی پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خریدار حضرات سے التماس ہے کہ خدام الدین بروقت نہ ملنے یا دیگر اس سے متعلقہ کسی بھی شکایت کی اطلاع بلا تاخیر دفتر خدام الدین میں بھیجی جائے۔

عازمین حج کی قرعہ اندازی پر حاجی کیمپ میں ہنگامہ
قرعہ اندازی میں دھاندلی

کراچی کی ایک اطلاع کے مطابق حاجی کیمپ میں عازمین حج کی قرعہ اندازی کے دوران ہنگامہ ہو گیا اور عازمین حج نے جن میں مردوں کے علاوہ عورتیں بھی شامل تھیں۔ قرعہ اندازی کا بائیکاٹ کر دیا یہ لوگ قرعہ اندازی کے طریقۂ کار کے خلاف احتجاج کر رہے تھے، ہنگامہ کے دوران حج آفس کا کچھ فرنیچر توڑ پھوڑ دیا گیا اور افسران کے خلاف نعرے لگائے گئے، ان کا کہنا ہے کہ قرعہ اندازی میں جانبداری برتتے ہوئے مستحق لوگوں کی حق تلفی کی گئی ہے۔ عازمین حج نے یہ کہتے ہوئے بائیکاٹ کر دیا کہ قرعہ اندازی از سرِ نو کرائی جائے۔ بائیکاٹ کرنے کے بعد تمام مرد اور عورتیں حاجی کیمپ سے نکل کر جلوس کی شکل میں ڈپٹی کمشنر کے دفتر پہنچے جہاں انھوں نے ڈپٹی کمشنر کنور ادریس سے شکایت کی کہ قرعہ اندازی میں دھاندلی کی گئی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ دوبارہ قرعہ اندازی کرائی جائے۔ عازمین حج کی شکایت سننے کے بعد ڈپٹی کمشنر نے ان سے وعدہ کیا کہ وہ اس معاملے کی چھان بین کریں گے۔

بعد ازاں عازمین حج کا یہ جلوس جس میں ۸۵ سال تک کی عمر کی عورتیں اور مرد شامل تھے شپنگ آفس پہنچے اور انھوں نے یہاں بھی قرعہ اندازی میں دھاندلی کے خلاف احتجاج کیا۔ مظاہرین نے بتایا کہ جب دھاندلی کے خلاف انھوں نے شور مچایا تو حاجی کیمپ میں موجود متعلقہ افسران وہاں سے ایک ایک کر کے چلے گئے اور حج آفس میں بھی انھیں کوئی افسر نہیں ملا۔ عازمین حج کے احتجاج اور جلوس کی اطلاع ملنے پر ڈی ایس پی کیپٹن ظہیر الدین کی سرکردگی میں پولیس پارٹی فوراً ہی شپنگ آفس پہنچ گئی تھی جہاں سے سمجھا بجھا کر عازمین حج کو رخصت کر دیا گیا، عازمین حج کے بیان کے مطابق قرعہ اندازی شروع ہونے سے قبل اعلان کیا گیا تھا کہ ۲۸۸ نام نکالے جائیں گے لیکن صرف ۲۴۵ نام نکلنے کے بعد ہی قرعہ اندازی ختم کر دی گئی یہی نہیں بلکہ عازمین حج کے بیان کے مطابق قرعہ اندازی کا طریقہ بھی اس سے مختلف تھا جو ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں اختیار کیا جاتا تھا۔ بعد ازاں ڈپٹی کمشنر کی ہدایت پر ڈی ایس پی سی آئی ڈی کنور یونس علی خاں نے شپنگ آفس پہنچ کر واقع کی تحقیقات شروع کر دی۔ انھوں نے مسترد کی جانے والی درخواستوں کی جانچ پڑتال کی اور کچھ لوگوں کے بیانات بھی لیے حج آفس کے افسران کا کہنا ہے کہ ۱۲۸۸ میں سے ۳۸ درخواستیں اس لیے مسترد کر دی گئی تھیں کہ انھیں پُر کرنے میں کچھ خامیاں رہ گئی تھیں اور اس بنا پر عازمین حج مشتعل ہو گئے۔

شوہر دل میں حج کی آرزو لیے اللہ کو پیارا ہو گیا
بیوی کو بھی انتظار کرتے کرتے نو سال گذر گئے

کراچی کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ۹ سال تک انتظار کرنے کے بعد بھی جب اس دفعہ قرعہ اندازی میں نام نہیں نکلا تو اسی سال کی ضعیفہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ مسماۃ گلو بھرا پیڑی کراچی کی رہنے والی ہے اس نے بتایا کہ نو سال قبل اس نے اور اس کے شوہر رحیم بخش نے حج پر جانے کے لیے درخواستیں دی تھیں لیکن سات سال تک قرعہ اندازی میں ان کا نام نہیں نکلا۔ اور آخرکار سات سال انتظار کرنے کے بعد رحیم بخش حج کی آرزو دل میں لیے ہوئے انتقال کر گیا۔ گلو نے بتایا کہ اس نے سات سال تک تو اپنے شوہر کے ساتھ انتظار کیا۔ اور اب مزید دو سال ہو گئے لیکن اب بھی اس کا نام نہیں نکلا۔ اسی سالہ ضعیفہ نے بتایا کہ اس نے دائی کا کام کر کے ۱۲ سال کے عرصہ میں اتنی رقم جمع کر لی تھی کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ فریضۂ حج ادا کرنے چلی جاتی لیکن اس کی یہ خواہش اس مرتبہ بھی پوری نہیں ہو سکی، اس نے سرد آہ بھر کر مایوسانہ لہجے میں کہا کون جانے کہ آئندہ سال تک زندہ بھی رہوں یا اپنے خاوند کی طرح حج کی آرزو دل میں لیے ہی مر جاؤں۔

درسِ قرآن

خوش بخت ہے وہ انسان جو نیکی کو نہ چھوڑے،

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہ،

(۸)

فرمایا۔ قُلْ ۔ آپؐ فرما دیجئے جَآءَ الْحَقُّ ۔ حق آ پہنچا۔ تو کیا یہ حق کبھی مٹے گا؟ فرمایا نہیں، وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ ۔ اب باطل ظاہر نہیں ہو سکتا۔ وَمَا يُعِيدُ ـــ اور باطل پھر دوبارہ حملہ بھی نہیں کر سکتا حق پر۔ اگر کرے گا تو منہ کی کھائے گا۔ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (الصّف ع۸) وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○ ( ) اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ (الحجر ۹)

میرے بزرگو! ہمیں یقین ہے قرآن نہیں مٹ سکتا۔ ہمیں یقین ہے سنتِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں مٹ سکتی۔ ہمیں یقین ہے دین نہیں مٹ سکتا۔ صرف اتنی سی بات ہے ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جو اپنا نام اُن مزدوروں میں لکھوا لے گا جن مزدوروں نے اسلام کے قلعے پر حملہ کرنے والوں کے سامنے خالی ہاتھ کھڑے کر دئے کہ خبردار حملہ نہ کرنا، وہ مزدور اللہ کے ہاں بخشا جائے گا اللہ ہمیں ان مزدوروں میں شمار کرے وہ گر نہیں سکتا، اس قلعے کو کون گرا سکتا ہے؟ فرعون نہیں گرا سکا، شدّاد نہیں گرا سکا، ہامان نہیں گرا سکا اور چودہ سو سال کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لو کوئی بھی نہیں گرا سکا۔ آج تک اسلام باقی ہے ـــ خوش بخت ہے وہ انسان جو نیکی کو نہ چھوڑے، برائی بے شک حملہ کرتی رہے لیکن نیکی کو نہ چھوڑے۔

امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا قرآن قدیم ہے، کلام اللہ ـــ جیسے کہ اللہ کی ذات قدیم ہے، اس پاداش میں آپ پر بہت کچھ ہوا۔ لمبی بات ہے وہ اکثر اوقات دعا کیا کرتے تھے تو فرمایا کرتے تھے "اللہ ابوالہیثم کو جزائے خیر دے"۔ کسی نے کہا "حضرت! ابوالہیثم تو بہت نامی گرامی چور ہے بغداد کا آپ اس کو دعا دیتے رہتے ہیں؟" فرمایا "بات اور ہے۔ جب مجھے گرفتار کیا معتصم کے سپاہیوں نے"... (امام احمد ابن حنبلؒ کو گرفتار کیا گیا، ہتھکڑیاں لگائی گئیں، کوڑوں کی سزا دی گئی، اپنے وقت کا امام، آج سے بارہ سو سال پہلے، جس نے مسندِ احمد حنبل جمع کی، کئی لاکھ حدیثیں جمع کیں اور حدیث کا سب سے بڑا ذخیرہ یہ ہے، مسندِ احمدؒ) تو فرمایا کہ "مجھے جب پکڑ کر لے جا رہے تھے تو راستے میں مجھے ملا ابوالہیثم وہی ڈاکو۔ اس نے کہا "جی امام صاحب! السلام علیکم"۔ "وعلیکم السلام" ـــ "حضرت! مجھے پہچانتے ہیں آپ؟" "ہاں میں پہچانتا ہوں۔ تم بڑے نامی گرامی چور ہو، بڑے ڈاکو ہو"۔ کہنے لگا۔ "جی حضرت! آپ نے دیکھا! مَیں کتنی مرتبہ چوری کرتا ہوں، پکڑ کر لے جاتے ہیں، سزا ہوتی ہے۔ پھر آتا ہوں، پھر چوری کر لیتا ہوں، یعنی حضرت! مَیں نے ان کے کوڑوں سے، ان کے جوتوں سے، ان کی سزا سے، اپنے بُرے فعل سے توبہ نہیں کی ہے، دیکھنا! آپ اس سزا سے ڈر کر اچھے فعل سے مت توبہ کر ڈالیں" ـــ مَیں بُرے فعل سے نہیں باز آیا، آپ اچھے فعل سے نہ باز آنا ـــ تو فرمایا کرتے تھے کہ میں اس کو دعائیں دیتا ہوں کہ اس نے میری تصدیق کی۔ تصدیق کا معنٰی مجھ کو اور دلیری دی، میری ہمّت کو اس نے اور بڑھایا"۔

تو عرض خدمت میں یہ کر رہا تھا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں جو ابھی پڑھی گئی ہیں تین باتیں بیان فرمائیں۔ ایک دعوت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ـــ کیا ہے! اللہ کی جانب بلانا مخلوقات کو، اور یہ بتانا کہ جو قرآن تمہارے سامنے پڑھا جاتا ہے یہ قرآن قصے کہانیوں کی بات نہیں ہے، یہ اللہ کا کلام ہے۔ اور دوسری، اگر تم اس پر دلیل ہی مانگتے ہو تو پھر دلیل دیکھ لو، یہ ساری کائنات دلیل ہے خداوند تعالیٰ کے وجود پر۔ میرے بزرگو! دنیا میں دو ہی قسم کی دلیلیں ہوتی ہیں، سمعی یا عقلی۔ سمعی دلیل کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے نے کسی آدمی سے ایک بات سن لی۔ آپ نے وہ کہہ دی۔ دوسری دلیل ہے عقلی کہ آپ نے اپنی عقل سے ایک بات کو ثابت کیا، بات کو سمجھ گئے، اگر ایک آدمی دونوں دلیلیں نہ مانے، تو اس کی کوئی وجہ ہوا کرتی ہے۔ تیسری بات ان آیتوں میں قرآن نے وجہ بیان کی کہ وہ کیا وجہ ہے کہ جو کچھ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں، جو بات قرآن مجید کہتا ہے، دلائل کی روشنی میں، یہ لوگ اُسے کیوں نہیں مانتے؟ فرمایا۔ اصل میں بات یہ ہے کہ یہ قیامت کے منکر ہیں۔ ان کو اس بات پر یقین نہیں ہے کہ ایسا وقت آنے والا ہے۔ جس وقت ہمارے اعمال کا محاسبہ ہوگا۔ اگر ان کو قیامت کا یقین ہوتا تو پھر یہ آپؐ کی دلیلوں کو سنتے، یہ آپؐ کو دیکھتے، آپؐ کی بات کو سنتے، قرآن مجید کے دلائل کو دیکھتے۔ اس لئے نتیجے کے طور پر آگے چل کر بیان فرمایا۔ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ○ (رعد ع۵) جب ہم مر جائیں گے، جب مٹی ہو جائیں گے، مٹی ہونے کے بعد کون ہے ہمیں دوبارہ زندہ کرنے والا؟ اس لئے موت کے بعد جب زندگی نہیں ہے تو یہ تھوڑا سا جو وقت ہے، یہ پیٹ کو بھرنے کا جو دھندا ہے، اس کو چلا لیجئے۔ پھر دیکھا جائے گا۔ حالانکہ اسی سورت میں اللہ نے آگے چل کر فرمایا کہ پیٹ کبھی نہیں بھر سکتا، پیٹ اگر بھر بھی گیا لیکن آنکھیں کون بھرے گا؟

رحمان بابا پشتو کے صوفی شاعر گذرے ہیں، پہلے زمانے کے ہمارے شعراء (اللہ ان کی قبروں کو منوّر فرمائے) انہوں نے جو کچھ لکھا ہے اس میں حکمت کے موتی پرو دئے اور میرا یقین ہے پہلے جو ہمارے شاعر تھے معمولی معمولی وہ بھی حقیقۃً ولی ہوا کرتے تھے، یہ پہلے

زمانے کی سی حرفیاں، یہ بارہ ماہ، یہ سیف الملوک اور دوسری تیسری کتابیں پڑھیں، کچھ ان میں باتیں ایسی بھی ہیں لیکن ان میں جو حکمت ہے، جو عشق اور درد ہے، ان میں جو تشبیہات ہیں، حقیقت یہ ہے وہ چاہتے تھے کہ ان کتابوں کو پڑھ کر لوگ اللہ سے مل جائیں۔ اسی طرح رحمان بابا پشتو کا بہت بڑا شاعر گذرا ہے، پشاور میں اس کا مزار ہے . . . . . اس کا اپنا دیوان چھپا ہے، انہوں نے ایک مقام پر لکھا ہے کہ بھوکوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ہے پیٹ کا بھوکا، ایک ہے نظر کا بھوکا۔ لکھا۔ جس کا پیٹ بھوکا ہے وہ تو دو تین روٹیاں کھا کر بھر جائے گا، جس کی نظر بھوکی ہے قیامت تک نہیں بھرتی۔ آج ہماری نظر بھوکی ہو چکی ہے۔ اللہ میری اور آپ کی نظر کو قناعت نصیب فرمائے —— کسی کی کوٹھی دیکھ لی "ہا، جی بڑی مزے دار کوٹھی ہے، یار اک کوٹھی بنانی ہے"۔ (چاہے جہنم میں چلا جاؤں، کوٹھی بنانی ہے ضرور) —— کار دیکھ لی "آہا! جی شیورلیٹ، بڑی مزیدار ہے، کار تو لینی ہے جی، میں پیدل چلوں؟ (خواہ جہنم میں چلا جائے) کسی کا اچھا محل دیکھ لیا، آنکھیں ابھی تک ہماری پُر نہیں ہو سکیں، کروڑوں کما لیتے ہیں، لاکھوں کما لیتے ہیں، جائدادوں کے مالک ہو جاتے ہیں، لیکن آنکھ کی بھوک باقی رہتی ہے، باقی رہتے رہتے مر جاتے ہیں اور ہمارے مرنے کے بعد ہمارے ورثاء ہمیں گندگی میں ڈال دیتے ہیں۔ اور خود اس دولت سے مزے کرتے ہیں۔ صوفیاء کرام نے ایسے لوگوں کو ریشم کے کیڑے کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ ہم اپنے بیوی بچوں کے لئے نہ قیامت کا سوچتے ہیں، نہ قبر کا سوچتے ہیں، ریشم کے کیڑے ہیں، ریشم بنا رہے ہیں، بنا رہے ہیں، جب ڈوڈی تیار ہو جاتی ہے، ہم اپنے اندر پڑ کر ختم ہو جاتے ہیں اور ہمیں مرنے کے بعد ایک گڑھے میں ڈال دیتے ہیں اور وہ جو ہمارا پسماندہ ہوتا ہے دولت اور مال اس مال سے ہماری بیوی مزے کرتی ہے، ہمارا بال بچہ مزے کرتا ہے۔ ہمارے یار دوست کھاتے ہیں اور

ہم؟ پھر جو ہم پر گذرتی ہے، کوئی جا کر پوچھتا بھی نہیں کہ تمہارا کیا حال ہے؟ اکبر الٰہ آبادی نے مذاقاً کہا کہ میں جانتا ہوں کہ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے؟ مرنے کے بعد یہی ہوتا ہے، احباب پلاؤ زردہ کھاتے ہیں اور فاتحہ بھی پڑھ دیتے ہیں، مجھ سے کوئی نہیں پوچھتا کہ وہاں کیا حال ہو رہا ہے؟ کبھی پوچھا جا کر قبروں پر؟ کبھی ماں باپ کی قبروں پر کوئی گیا ہے؟ دادے کی قبر پر گیا ہے کہ تم نے مجھے جائداد دی، تم نے مجھے عہدے دئے، تم نے مجھے ملازمتیں دیں، تم نے مجھے امریکہ انگلینڈ تک تعلیم دلوائی، اب تیری قبر کا کیا حال ہے؟ اتنے بڑے مجمع میں میں پوچھ سکتا ہوں کہ ہے ہم میں سے کوئی جس نے کبھی ایک جوڑا کپڑوں کا سی کر کسی غریب کو دیا ہو، کسی نمازی کو دیا ہو، کسی مولوی، عالم کو دیا ہو یا کسی بیوہ عورت کو دیا ہو کہ اسے آپ پہنیں اور اس کے بعد آپ نماز پڑھیں اور میری ماں یا باپ کے لئے دعا کریں۔ کہ خدا ان کی قبروں کو منوّر کرے۔ اگر ہے کوئی تو مجھے بتا دے! کون؟ ہم ریشم کے کیڑے ہیں۔ تنتے رہتے ہیں، تنتے رہتے ہیں اور اس کے بعد ہمارا حشر جو ہوتا ہے وہ کیوں ہوتا ہے؟ —— اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو ایسے عقیدے سے بچائے) ہمارے ہاں مطمح نظر صرف یہ ہے کہ دولت بن جائے، ہماری آنکھ اتنی بھوکی ہے کہ یہ کروڑوں پر بھی جا کر نہیں رُکتی۔ پیٹ تو رُج جاتا ہے، جیسے بابا رحمان کہتے ہیں کہ پیٹ تو سیر ہو جاتا ہے لیکن آنکھ؟ یہ سیر نہیں ہوتی (اللہ تعالےٰ ہماری آنکھوں کو قناعت نصیب فرمائے) (باقی آئندہ)

بقیہ: اسلام کے چند اقتصادی مسائل

محتاج و مسافر کی خبرگیری رکھو اور خدا کا دیا ہوا مال فضول بے موقعہ مت اڑاؤ۔ فضول خرچی یہ ہے کہ معاصی یا لغویات میں خرچ کیا جائے یا مباحات میں بے سوچے سمجھے اتنا خرچ کر دے جو آگے چل کر تقویتِ حقوق اور ارتکابِ جرم کا سبب بنے۔

(یعنی) مال خدا کی بڑی نعمت ہے جس سے عبادت میں دل جمعی ہو، بہت سی اسلامی خدمات اور نیکیاں کمانے کا موقعہ ملے، اس کو بے جا اڑانا ناشکری ہے جو شیطان کی تحریک و اغوا سے وقوع میں آتی ہے۔ اور آدمی ناشکری کر کے شیطان کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ جس طرح شیطان نے خدا کی بخشی ہوئی قوتوں کو عصیان و اضلال میں خرچ کیا اس نے بھی حق تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو نافرمانی میں اڑایا۔
(حاشیہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ)

اسی طرح مومن کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ (الفرقان: ۶۷)

ترجمہ: اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرنے لگیں نہ بے جا اڑائیں اور نہ تنگی کریں اور ہے اس کے بیچ ایک سیدھی گذران۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

تشریح: (یعنی) موقع دیکھ بھال کر میانہ روی کے ساتھ خرچ کرتے ہیں، نہ مال کی محبت نہ اس کی اضاعت۔

اسلام خرچ کے معاملے میں بھی عدل اور توازن کو پسند کرتا ہے:

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝ (بنی اسرائیل ۲۹)

ترجمہ: اور نہ رکھ اپنا ہاتھ بندھا ہوا اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کھول دے اس کو بالکل کھول دینا، پھر تو بیٹھ رہے الزام کھایا ہوا۔ ہارا ہوا۔ (شیخ الہندؒ)

تشریح: (یعنی) سب الزام دیں کہ کنجوس مکھی چوس ہے یا یہ کہ اتنا کیوں دیا کہ آپ محتاج رہ گیا۔ غرض ہر معاملہ میں توسط و اعتدال مرعی رکھنا چاہئے۔ نہ ہاتھ اس قدر کھینچے کہ گردن سے لگ جائے اور نہ طاقت سے بڑھ کر خرچ کرنے میں ایسی کشادہ دستی دکھلائے کہ پھر بھیک مانگنی پڑے اور ہاتھ کھلے کا کھلا رہ جائے۔
(حاشیہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ)

اسلام نے اخلاقی ضوابط، حدود و قیود اور ترغیب و تلقین کے ساتھ انسان کو اسراف و تبذیر اور دولت کے ضیاع سے منع کیا ہے (باقی آئندہ)

اسلام کے چند اقتصادی مسائل

(قسط ۱۲)

• آجر اور اجیر کے تعلقات • آزادیٔ مصارف • اسراف و تبذیر کی ممانعت

شکور طاہر ایم اے

آجر اور اجیر کے تعلقات

اسلام آجر اور محنت کش کے درمیان متوازن اور صحت مند تعلقات کا قائل ہے اور آجر اور اجیر کے درمیان رواداری اور مفاہمت کی فضا پیدا کرتا ہے۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم مزدور کو تلقین کرتے ہیں کہ "اپنے معاہدے کو نبھائے" اور "امین ثابت ہو" یعنی آجر کے بہترین مفاد کی خاطر کام کرے، اسے کسی قسم کا نقصان نہ پہنچنے دے۔ جس کام کا اس نے وعدہ کیا ہے اسے پورا کرے اور پیداواری صلاحیتوں کو ضائع نہ کرے۔

دوسری طرف ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم آجر سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ مزدور کی مزدوری "اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرے" اور اپنے "زیر دستوں (مزدوروں) کے حقوق کا خیال رکھے" — حدیث قدسی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے فرمایا:-

"تین لوگوں کے متعلق میں خود (داور محشر) میں مدعی بنوں گا، ان میں سے ایک وہ مزدور ہے جس سے محنت لی گئی مگر اس کی اجرت ادا نہیں کی گئی"۔
(بخاری شریف)

اسلام آجر اور مزدور کو دو مختلف طبقوں میں تقسیم نہیں کرتا بلکہ انہیں انسانیت کے درجے میں رکھتا ہے، اور ان کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کرتا ہے۔ رواداری، مفاہمت، اخوت اور بھائی چارہ کی یہ فضا طبقاتی کشمکش کو پیدا نہیں ہونے دیتی۔

۱۵۔ آزادیٔ مصارف

اسلام انسان کو اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنی کمائی ہوئی دولت جہاں چاہے اور جیسے چاہے خرچ کرے لیکن یہ بات ملحوظ خاطر رکھے کہ یہ دولت ناجائز کاموں پر صرف نہ ہو۔ ان امور پر دولت صرف کرنا، جن کی خدا اور رسولؐ نے ممانعت کی ہو، جائز نہیں۔ ان کے علاوہ انسان جہاں چاہے اپنی دولت خرچ کرے اسلام کوئی رکاوٹ نہیں ڈالتا۔ انسان کو اجازت ہے کہ اچھے سے اچھا کھائے، اچھے سے اچھا پہنے، بہترین مکان میں رہے اور آسائشات سے جی کھول کر آرام حاصل کرے اس معاملے میں اسلام سنگِ راہ نہیں بلکہ خود خرچ کرنے کی ترغیب دیتا ہے تاکہ دولت سے محبت نہ بڑھے اور ایسا وقت نہ آئے کہ دولت بھی ایک مصنوعی خدا کا روپ دھار کر اپنی پرستش کرانے لگے۔ اور انسان اسے خرچ کرتے ہوئے جھجکے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشادِ گرامی ہے کہ "آپس میں ہدایا دیا کرو — اس سے محبت بڑھتی ہے"۔

باہمی الفت و محبت اور اخوت و مودت اور فلاح و بہبود کی خاطر ہی نہیں، تحدیثِ نعمت کی خاطر بھی انسان کو دولت خرچ کرنی چاہئے۔ اگر انسان کو خدا نے اپنے فضل و کرم سے کوئی نعمت دی ہے تو اسے چاہئے کہ اس نعمت سے خود فائدہ اٹھائے، اپنے بھائی بندوں کو مستفید کرے اور یوں خداوندِ قدوس کے فضل و کمال کا شکریہ ادا کرے — یہ نہیں کہ اس دولت پر سانپ بن کر بیٹھ جائے اور مزید دولت کے لئے حریص ہو جائے یہاں تک کہ اس کے دل سے خدا اور رسولؐ کی محبت ختم ہو جائے اور دولت ہی اس کا اوڑھنا بچھونا بن جائے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۙ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَیَکْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا ۚ (النسآء ۳۷)

ترجمہ: بے شک اللہ کو پسند نہیں آتا اترانے والا، بڑائی کرنے والا، جو کہ بخل کرتے ہیں اور سکھاتے ہیں لوگوں کو بخل اور چھپاتے ہیں جو ان کو دیا اللہ نے اپنے فضل سے۔ اور تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب۔
(شیخ الہندؒ)

تشریح: (یعنی) اللہ تعالےٰ دوست نہیں رکھتا خود پسند اور تکبر کرنے والوں کو جو کہ بخل کرتے ہیں اور اپنے مال علم خداداد کو لوگوں سے چھپاتے ہیں کسی کو نفع نہیں پہنچاتے اور قولاً اور عملاً دوسروں کو بھی بخل کی ترغیب دلاتے ہیں اور ان کافروں کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (حاشیہ شیخ الہندؒ شیخ الاسلامؒ)

۱۶۔ اسراف و تبذیر کی ممانعت

اسلام نے جہاں صارفی آزادی دی ہے وہاں اس آزادی کو چند اصولوں کا پابند بھی کیا ہے ان میں سب سے اہم یہ ہے کہ دولت ناجائز کاموں پر خرچ نہ کی جائے۔ یعنی بے جا خرچ نہ کی جائے۔ قرآن حکیم نے اسے تبذیر کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ دوسرا اہم اصول یہ ہے کہ جائز کاموں پر جو دولت خرچ کی جائے وہ ضرورت سے زیادہ یا بے تحاشا نہ ہو بلکہ کسی حد حساب سے اور ضرورت کے مطابق ہو۔ یعنی ضرورت کے علاوہ دولت ایسی جگہ خرچ نہ کی جائے جہاں ضائع ہو جائے۔ اور کوئی مثبت نتیجہ برآمد نہ ہو۔

قرآن پاک کی آیت ہے:-

وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا ۝ (بنی اسرائیل ۲۷-۲۸)

ترجمہ: اور دے قرابت والے کو اس کا حق اور محتاج کو اور مسافر کو اور مت اڑا بے جا۔ بے شک اڑانے والے بھائی ہیں شیطانوں کے اور شیطان ہے اپنے رب کا ناشکرگذار۔

تشریح: یعنی قرابت والوں کے مالی و اخلاقی ہر قسم کے حقوق ادا کرو —

(باقی صہ ۱۴ پر)

مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت

ایک اجمالی تعارف

مولانا مجاہد الحسینی، سابق ایڈیٹر روزنامہ "آزاد"، لاہور

اشاعتِ اسلام، تبلیغِ دین اور تحفظ عقیدہ ختمِ نبوّت کے سلسلہ میں مجلس تحفظ ختم نبوّت نے گذشتہ بیس سال کے عرصہ میں خصوصیّت کے ساتھ جو خدمات انجام دی ہیں کوئی دینی رجحان اور اسلامی ذوق رکھنے والا مؤرخ ان سے صرفِ نظر نہیں کر سکتا ہے کیونکہ تاریخِ پاکستان میں "مجلس تحفظ ختم نبوّت" ہی ایک ایسی تنظیم ہے جو اپنے وسیع المقاصد تبلیغی منصوبے یکے بعد دیگرے بروئے کار لا رہی ہے اور جس نے تبلیغِ اسلام کے اہم اور مقدس فریضہ کی ادائیگی کے لئے ایسا مؤثر اندازِ عمل اختیار کیا ہے، کہ ہماری ملکی تاریخ میں قبل ازیں جس کی مثال نہیں ملتی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس برِصغیر میں مختلف شخصیات۔ نے اگرچہ انفرادی طور سے تبلیغ و اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں قابلِ ستائش اور لائقِ تقلید خدمات انجام دی ہیں اور جن کے اثرات بھی گہرے اور نتیجہ خیز ہیں، لیکن عصری ضروریات اور وقتی تقاضوں کے مطابق انفرادی مساعی کو ایک منظم جماعت اور مؤثر تحریک کی شکل دینے کیلئے خطیبِ اعظم حضرت امیرِ شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مُرشد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری نوراللہ مرقدہٗ کی حسبِ ہدایت اور مشورہ سے مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کے نام پر ایک مرکزی تبلیغی ادارہ اور منظم تحریکی مرکز قائم کر کے ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہے جو ہماری تاریخ میں سنہری عنوان کی حیثیت سے ہمیشہ درخشندہ و تابندہ رہے گا (انشاء اللہ) —— تبلیغِ اسلام کے اس مرکزی ادارہ کی نمایاں خصوصیّت یہ قرار پائی کہ اس سلسلہ میں انجام دی جانے والی انفرادی کوششوں کو ایک جماعتی شکل دے کر دائرۂ کار صرف تبلیغِ اسلام تک محدود کر دیا گیا تاکہ مبلّغینِ اسلام عصرِ حاضر کی سیاسی گروہ بندیوں اور ہنگامہ خیزیوں سے الگ تھلگ رہ کر اپنی تمام تر توجہ اور مکمّل صلاحیتیں صرف تبلیغ و اشاعت اسلام پر مرکوز رکھ سکیں۔

انفرادی طور سے تبلیغی خدمات انجام دینے کے لئے اگرچہ چند شہرہ آفاق مبلّغ حضرات نے (جن میں مولانا لال حسین اختر اور مولانا محمد حیات کے اسماء گرامی خصوصیّت سے قابلِ ذکر ہیں) اپنی خدمات اس "مرکزی تبلیغی نظام" کے سپرد کر دی تھیں لیکن دیگر مبلّغین مختلف علوم و فنون میں خاصی معلومات رکھنے کے باوجود ابھی عصرِ حاضر فتنوں اور باطل تحریکوں کی سرگرمیوں سے پُوری طرح آگاہ نہ تھے، اس لئے سب سے پہلے "دارالمبلغین" کا قیام کر کے مبلّغوں کی ایک ایسی تربیت یافتہ جماعت تیار کی گئی، جو اسلام کے صحیح عقاید و نظریات کا تحفّظ کر سکے اور اسلام کے سراسر خلاف اور باطل تحریکات (قادیانیت، عیسائیت وغیرہ) سے اہلِ اسلام کو ہر ممکن طریق سے محفوظ و مصئون رکھنے کا فریضہ ادا کر سکے۔

اس طرح عصری ضرورت کے مطابق جہاں مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کے جماعتی نظام کے لئے تربیّت یافتہ مبلّغینِ اسلام کی باقاعدہ جماعت تیار کی جاتی رہی، وہاں مختلف مدارس عربیہ سے فارغ التحصیل علماء کرام کے لئے بھی جماعتی خرچ پر "دارالمبلغین" میں تعلیم و تربیّت کا خاطر خواہ انتظام کیا جا رہا ہے، تاکہ وہ جماعتی نظام سے باہر رہ کر بھی تبلیغِ اسلام کا اہم فریضہ بطریقِ احسن انجام دینے کے پُورے اہل بن سکیں۔ خدا کا شکر ہے کہ مبلّغینِ اسلام مختلف باطل تحریکوں سے فرزندانِ توحید کو باخبر رکھنے میں قابلِ ستائش خدمات انجام دے رہے ہیں، الغرض یہ معلومات آپ حضرات کے لئے یقیناً مسرّت و اطمینان کا باعث ہوں گے کہ اس وقت صرف جماعتی نظام کے اندر چالیس مبلّغ تبلیغِ اسلام کی خدمات انجام دے رہے ہیں جن کی واجبی ضروریات کی تکمیل کے علاوہ دیگر تمام تر سفری اخراجات کی کفالت مجلس کے ذمّہ ہے۔

اس "مرکزی تبلیغی نظام" کی روز افزوں مقبولیّت اور وسعت پذیری میں حضرت مولانا محمد علی جالندھری صاحب مدظلہٗ کی شب و روز محنت اور ان کی تنظیمی صلاحیتوں کا بڑا دخل ہے۔ خدا تعالیٰ نے انہیں جماعتی نظم و نسق کے قیام اور جدید ضروریات کے مطابق اس میں گوناگوں صفات اور صلاحیتوں سے متصف فرمایا ہے۔ یہ اسی کا نتیجہ اور ثمرہ ہے کہ آج اس "منظم تبلیغی جماعت" کی اندرونِ ملک ہر بڑے شہر، قریہ اور بستیوں میں ہزاروں شاخیں موجود ہیں۔ نیز پاکستان بھر کی دینی جماعتوں میں غالباً یہ پہلی ایسی تبلیغی جماعت ہے کہ جماعتی شکل میں جس کی بیرونی ممالک میں بھی باقاعدہ شاخیں قائم ہو رہی ہیں۔ ان میں سے جزیرۂ فجی (جنوبی افریقہ) جرمنی، کویت اور لندن وغیرہ ممالک خصوصیّت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں۔ تبلیغ اسلام کے اس نظامِ کار کو مزید وسعت دینے اور عصرِ حاضر کی ضروریات اور تقاضوں کے مطابق اسے مؤثر و مقبول بنانے کے لئے مجلس نے ایک طرف تو بیرونی ممالک میں اپنے مبلّغ بھیجنے کا اقدام کیا ہے۔ چنانچہ جماعت کے صدر المبلّغین مولانا لال حسین اختر ان دنوں انگلستان کے مختلف شہروں کا دَورہ کر کے تبلیغِ اسلام کا فریضہ بصورت احسن انجام دے رہے ہیں، اور دوسری طرف اندرونِ ملک اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لئے اعلیٰ پیمانے پر علمی و تحقیقی کام کا آغاز کیا ہے۔

بقیہ: جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کا منشور

۲- ہر جگہ مقامی رضاکار مجاہد دستے قائم کئے جائیں گے۔

۳- دفاع میں مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان دونوں علاقوں کو خود کفیل بنا دیا جائے گا۔

۴- اسلحہ ساز فیکٹریاں دونوں علاقوں میں یکساں حیثیت سے قائم کی جائیں گی۔

۵- کوشش کی جائے گی کہ ملک جنگی سامان کی ہر چیز بنانے میں باہر کا محتاج نہ رہے۔

۶- کسی بھی خطرہ کا مقابلہ کرنے کے لئے تمام ملک میں باقاعدہ فوج کے ساتھ ملک کی تمام بالغ آبادی کو بھی دفاع میں بھرپور حصّہ لینے کے قابل بنا دیا جائے گا۔

۷- دفاعی افواج کا بحری ہیڈ کوارٹر مشرقی پاکستان میں رکھا جائے گا۔

۸- پاکستانی افواج کے اعلیٰ معیار کو بلند سے بلند تر کیا جاتا رہے گا۔

۹- فوجی تربیت میں اسلامی احکام پر عمل کی طرف خصوصی توجہ دی جائے گی۔

۱۰- پاکستانی افواج اور پاکستانی عوام کے درمیان براہ راست ربط و تعاون کو بڑھایا اور مضبوط کیا جائے گا۔ اور انگریزوں کے دَور کے امتیاز و علیحدگی کے طریق کو ختم کر دیا جائے گا۔

ترمیم و تبدیلی کی تجاویز

منشور ہذا کی دفعات میں قرآن و سنّت کے نصوص کی روشنی اور ملک و ملّت کے مفاد کے تقاضوں کے تحت تبدیلی، ترمیم اور اضافہ و کمی کی تجاویز پر غور کیا جا سکتا ہے اور انہیں منشور میں شامل کیا جا سکتا ہے۔

(اراکین مرکزی مجلس عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کی منظوری سے مرکزی دفتر جمعیۃ علماء اسلام ملتان بیرون لوہاری دروازہ ملتان نے شائع کیا)

بقیہ: نقاب پوش مجاہد

کیا اور جواب کے منتظر رہے۔ کچھ ہی دنوں میں قاصد بارگاہِ خلافت سے یہ تحریر لایا کہ:-

سعدؓ تم نے جو کچھ کیا مجھے اس سے اتفاق ہے، کسی مجرم کو بڑی سے بڑی سزا یہی دی جا سکتی ہے کہ اسے قتل کرا دیا جائے۔ ابومحجن نے اپنی مرضی سے اپنے آپ کو موت کی بھٹی میں جھونک دیا تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ زندہ و سلامت باہر نکل آیا۔

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کا منشور (قسط ۶)

• ٹیکس • نشر و اشاعت • اوقاف • اقلیتیں
• خارجہ پالیسی • مواصلات • دفاع

احمد حسین کمال

ٹیکس

۱۔ مخالف شریعت تمام ٹیکس ختم کر دئے جائیں گے۔

۲۔ عوام کی برداشت سے باہر کوئی ٹیکس نہیں لگایا جاتے گا۔

۳۔ بنیادی ضروریات کی ہر چیز ٹیکس سے مستثنیٰ ہوگی۔

۴۔ ٹیکس مفاد عامہ کی تکمیل کو پیش نظر رکھتے ہوئے لگائے جائیں گے۔

نشر و اشاعت

۱۔ اخبارات کو قانون کی حدود کے اندر مکمل آزادی حاصل ہوگی۔

۲۔ نشر و اشاعت کے تمام وسائل اسلام کے اصول کی تبلیغ و تشہیر پاکستان کے استحکام و سالمیت اور عوام کے نقطہ نظر کے اظہار کے لئے استعمال کئے جائیں گے۔

۳۔ اخبارات ، حکومت کے کسی گروہ کی یا کسی فرد کی اجارہ داری میں نہیں رہنے دئے جائیں گے۔

۴۔ اخبارات ، براڈ کاسٹنگ وغیرہ پر عوام کا کنٹرول ہوگا

۵۔ اخبارات کی ملکیت میں زیادہ اور غالب حصّہ عوام کا ہوگا۔

اوقاف

۱۔ محکمہ اوقاف قائم رکھا جائے گا۔

۲۔ لیکن اوقاف کا نظام از سر نو خالص شریعت کی بنیاد پر قائم کیا جائے گا۔

۳۔ وقف کی آمدنی صرف واقف کی وصیّت و منشاء کے مطابق ہی خرچ کی جائیگی۔

اقلیّتیں

۱۔ پاکستان کی موجودہ غیر مسلم اقلیّت کو اسلام کی طرف سے عطا کردہ مذہبی آزادی، شہری حقوق اور حصول انصاف کے مواقع بلا امتیاز اور یکساں طور پر حاصل رہیں گے۔

۲۔ ختم نبوّت کے عقیدہ سے منحرف فرقہ کو غیر مسلم اقلیّت قرار دیا جائے گا۔

۳۔ مسلمانوں کو آئندہ نئی فرقہ بندی اور ارتداد کی اجازت نہیں ہوگی۔

خارجہ پالیسی

۱۔ اسلامی عظمت کے اظہار پر مبنی آزادانہ اور غیر جانبدارانہ ہوگی۔

۲۔ مغربی سامراج و اشتراکی بلاکوں کے اثرات سے پاک ہوگی۔

۳۔ مسلمان ملکوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ اشتراک پر مبنی ہوگی۔

۴۔ نوع انسانی کی فلاح و بہبود اور امن عالم کو برقرار رکھنے میں معاون ہوگی۔

۵۔ تمام بین الاقوامی معاملات میں اسلامی نقطۂ نظر کے اظہار کو مقدم رکھا جائے گا۔

۶۔ محکوم ملکوں کی جد و جہد آزادی کی حمایت و معاونت کی جائے گی۔

۷۔ بین الاقوامی معاملات میں عوامی حقوق کی جد و جہد کی حمایت کی جائے گی۔

۸۔ دنیا کے جن ملکوں میں مسلمان اقلیت میں ہیں وہاں ان کی اسلامی حیثیت ، اسلامی وحدت ، باعزت رہائش و روزگار اور جان و مال کے تحفّظ کے لئے زبردست کوشش جاری رکھی جائے گی۔

۹۔ دنیا کے جن حصّوں میں مسلمان اکثریّت میں ہیں خواہ وہ امریکہ میں ہوں، یورپ میں ہوں، ایشیا میں ہوں، روس و چین میں ہوں، افریقہ میں ہوں ان کی جداگانہ آزاد مملکت کے قیام کی حمایت کی جائے گی۔

۱۰۔ فلسطین ، بیت المقدس اور تمام عرب علاقوں سے یہودی و امریکی ، برطانوی ، سامراجی تسلّط کا خاتمہ ، کشمیر کی آزادی ، بھارت کے مسلمانوں کی جان ، مال ، آبرو ، دین ، معاش ، رہائش وغیرہ کے تحفّظ کی ضمانت کی کوششوں کو پاکستان کی خارجہ پالیسی میں اوّلین و بنیادی اہمیّت حاصل ہوگی۔

موجودہ مسائل

۱۔ ون یونٹ کو ختم کر کے صوبوں کو از سر نو قائم کیا جائے گا۔

۲۔ اسمبلیوں و قومی اداروں میں نمائندگی تناسب آبادی کے مطابق مقرر کی جائے گی۔

۳۔ امور خارجہ ، دفاع ، کرنسی ، بین الصوبائی مواصلات اور بیرونی تجارت کے محکمے مرکز کے پاس رہیں گے۔

۴۔ بقیہ معاملات میں صوبوں کو خودمختاری حاصل رہے گی۔

۵۔ ملک کی سالمیّت و وحدیت کے پیش نظر وہ تمام وسائل بروئے کار لائے جائیں گے جن سے تمام صوبوں کے درمیان اور مشرقی پاکستان و مغربی پاکستان کے درمیان عدم مساوات و تفاوت کا خاتمہ ہو جائے۔

۶۔ صوبوں کے پسماندہ علاقوں کی ترقی پر خصوصی توجّہ دی جائے گی۔

۷۔ فوجی اور مرکزی ملازمتوں میں مشرقی و مغربی دونوں علاقوں اور صوبوں کو پانچ سال کے اندر اندر برابر سطح پر لانے کی کوشش کی جائے گی۔

مواصلات

۱۔ ملک بھر میں پختہ سڑکوں کا جال پھیلایا جائے گا تاکہ تمام دیہات ایکدوسرے سے مربوط ہو جائیں اور اپنے مرکزی شہروں سے سڑکوں کے ذریعہ ملحق ہو جائیں۔

۲۔ مواصلات و رسل و رسائل کے تمام جدید ذرائع شہروں میں اور دیہاتوں میں عام کئے جائیں گے۔

۳۔ مواصلات کو ترقی دینے میں اوّلیّت پسماندہ علاقوں کو حاصل ہوگی۔

۴۔ ریلوں ، بسوں ، جہازوں وغیرہ ذرائع سفر میں نماز اور وضو کے لئے خصوصی انتظام ہوگا۔

۵۔ سفر کے تمام ذرائع وسیع ، محفوظ اور ارزاں کر دئے جائیں گے ان میں درجات کا تفاوت ختم کر دیا جائے گا۔

دفاع

۱۔ ہر بالغ اور اہل مسلمان کو جہاد کی تربیت دی جائے گی۔

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

بقیہ اسلام اور رسالت محمد کی تعلیمات

پہلے مطالعہ میں اس کی نامرغوبی نئے نئے پہلوؤں سے اپنا رنگ جماتی ہے، لیکن فوراً ہمیں مسخر کر لیتی ہے، منجر بنا دیتی ہے اور آخر میں ہم سے تعظیم کراکر چھوڑتی ہے، غرض یہ کتاب ہر زمانہ میں اپنا پُر زور اثر دکھاتی رہے گی:

۳۶:- بابا نانک نے لکھا ہے:- توریت زبور، انجیل پڑھ سُن ڈِٹھے وید، رہی قرآن کتاب کل میں پروار رحیم ساکھی کلاں ص ۱۴۷) یعنی توریت، زبور، انجیل اور وید وغیرہ تمام پڑھ کر دیکھ لیے، قرآن شریف ہی قابل قبول اور اطمینانِ قلب کی کتاب نظر آئی۔

یہ ۳۶ عبارتیں رسالہ مستقبل کراچی ج ۱ ۲۷ دسمبر ۱۹۴۹ء اور کتاب راہِ سنت ص ۱۶ تا ۱۹ اور المصالح العقلیہ ج ۳ ص ۳۷۲ تا ۳۸۱ سے منتخب کرکے جمع کی گئی ہیں تاکہ جدید مذاق والے دوست شاید اس راہ سے اپنا سود و زیاں پہچان لیں!!!

گذارش

نامہ نگار حضرات سے التماس ہے کہ مضمون خوشخط اور صفحہ کے ایک طرف لکھ کر بھیجا کریں ـــــ نیز زبان و بیان کی صحت کو ملحوظ خاطر رکھیں۔

بچوں کا صفحہ

علم کی فضیلت

عالم اور جاہل

"کوئی طالب علم ایک بڑے عالم کے دروازہ پر پہنچا اور پکارا"

"اے مرد بزرگ خدا نے تجھے جو کچھ دیا ہے۔ اس سے مجھے بھی نواز"

عالم نے اسے کچھ زر نقد دیا اور ملازم کو اس کے لئے کھانا لانے کا حکم دیا لیکن اس نے شکریہ ادا کرتے ہوئے دونوں چیزیں قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا:

"میں تیرے دروازہ پر، زر نقد اور طعام لذیذ کا دریوزہ گر بن کر نہیں آیا میں تو تیرے علم کا سائل بن کر حاضر ہوا ہوں!"

یہ سنکر عالم بہت خوش ہوا، مرحبا اور خوش آمدید کہہ کر اپنا مہمان بنایا اور اُسے اپنے علم سے بہرہ مند کر دیا۔

جب طالب علم وہاں سے رخصت ہوا۔ تو بہت خوش اور مسرور تھا، اور زبان حال سے یہ کہہ رہا تھا۔

وہ علم جو سیدھا راستہ دکھائے مال و دولت کی فراوانی سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

کسی نے کتنی سچی بات کہی ہے۔

علم ــــ مال سے بہتر ہے، اس لئے کہ علم تمہارا نگہبان بن جاتا ہے اور مال کی حفاظت تمہیں کرنی پڑتی ہے ــــ اور علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے اور مال ــــ خرچ کرنے سے گھٹتا ہے!

علم اور دولت

حکایت ہے کہ:۔

ایک دولت مند آدمی کے تین بیٹے تھے۔ جب وہ مرنے لگا۔ تو اس نے اپنے تینوں بیٹوں کو بلایا اور کہا! موت قریب آگئی ہے۔ امید کی رسی کٹ رہی ہے۔ جب تم پر کوئی مصیبت پڑے تو میری وصیت نہ بھولنا۔

۱۔ علم حاصل کرنا۔

۲۔ استقلال اور حلم کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا،

۳۔ صحت کا خیال رکھنا

۴۔ اپنی اور میری آبرو پر حرف نہ آنے دینا۔

باپ کے انتقال کے بعد دونوں بڑے بھائیوں نے چھوٹے بھائی سے جھگڑا کیا۔ اور سارا مال آپس میں بانٹ لیا، اور اس غریب کو خالی ہاتھ گھر سے نکال دیا، چھوٹے بھائی نے پرواہ بھی نہ کی اس کے سامنے باپ کی وصیت تھی، وہ جانتا تھا، مایا چلتی پھرتی چھاؤں ہے۔ اور علم وہ چیز ہے جس پر کبھی زوال نہیں آسکتا۔ اس نے طے کر لیا علم حاصل کرے گا۔ پس وہ بڑے بڑے علماء اور فضلا کے دامن سے چمٹ گیا، اور آخرکار مراد کو پہنچا۔ اور خود بھی صاحب علم و فضل بن گیا۔

اب دونوں بڑے بھائیوں کا ماجرا سنئے، دولت نے ان کی آنکھ پر پٹی باندھ دی، وہ غلط راستے پر جا پڑے اور خود اپنے ہی کرتوتوں سے ہلاکت اور بربادی کے دہانے پر پہنچ گئے۔ گناہ اور عیاشی میں پڑ کر شیطان کا نمونہ بن گئے، نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ایک کوڑی کو محتاج ہو گئے، صبح کھا لیا تو شام کا کچھ ٹھیک نہیں۔

چھوٹے بھائی کو جب یہ واقعہ معلوم ہوا۔ تو باپ کی وصیت کے پیش نظر وہ تمام پچھلی باتوں کو فراموش کر کے دونوں بھائیوں کے پاس گیا۔ ان کے ادب سے ہاتھ چومے، الٹے خود ان سے اپنی ناکردہ خطاؤں کی معافی مانگی۔ ان دونوں نے بھی شرما حضوری میں اپنی غلطیوں کی معذرت کی چھوٹے بھائی نے خندہ پیشانی اور کشادہ دلی سے دونوں بڑے بھائیوں کی ہر غلطی معاف کر دی اور خوش ہو کر یہ شعر پڑھنے لگا۔

ہم علم پر قانع ہیں۔ جو ہم میں ہمیشہ رہے گا، اور جو لوگ دولت کے پیچھے دوڑتے ہیں۔ وہ جاہل ہیں۔

کیونکہ دولت آنی جانی چیز ہے۔ جو بہت جلد فنا ہو جائے گی۔ اور علم باقی رہنے والا اور لازوال ہے!

جامع العلم

ایک عالم کی نظر، ایک جاہل دولتمند پر پڑی، جو زرق برق کپڑے پہنے ایک شاندار گھوڑے پر سوار، سڑک پر ادھر سے اُدھر گھوم رہا تھا۔ سراپا غرور، دولت کے نشہ میں چور، عالم نے اپنے ساتھی سے کہا۔

ذرا اس بے وقوف کو دیکھو۔ کیسے زرق برق کپڑے پہنے گھوڑے کی سواری کر رہا ہے؟

ساتھی نے جواب دیا۔

اس کی مثال اس مورت کی سی ہے جو نہایت مکروہ ہو۔ لیکن سونے کے پانی کی پالش اس پر کر دی گئی ہو۔ اگر یہ شخص ریشم کے کپڑوں میں ملبوس نہ ہوتا۔ اس کے سر پر عمامہ نہ ہوتا اور یہ گھوڑے کا مالک نہ ہوتا، تو اس کی بہترین اور موزوں ترین جگہ اصطبل تھی!

عالم نے یہ سنکر کہا۔

سچ کہتے ہو، عقلمند عالم نفس کا غنی اور دولت علم سے مالامال ہوتا ہے۔ اور مرد جاہل اگرچہ اپنے دروازے پر سونے کے پتر چڑھائے گھر کو زبرجد کا بنائے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ ریشم اور دیباہ کے کپڑے پہنے پھر بھی لوگوں کی نظروں میں وہ وقعت اور منزل نہیں حاصل کر سکتا اور نہ اس کا نام ہو سکتا ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

علم خزانہ ہے جو کبھی فنا نہیں ہوسکتا نہ اس سے بڑھ کر کوئی رفیق اور دمساز ہو سکتا ہے۔

ایک آدمی مال بڑی محنت سے جمع کرتا ہے۔ پھر اس سے محروم بھی ہو جاتا ہے۔ اور ذلت کی زندگی بسر کرنے لگتا ہے۔

اس کے برعکس جو شخص علم کا جامع ہوتا ہے۔ اس سے لوگ حسد نہیں کرتے رشک کرتے ہیں۔ اور یہ وہ دولت ہے، جو

نہ چھینی جاسکتی ہے نہ ختم ہوسکتی ہے اے علم والے کتنی اچھی دولت تونے جمع کی ہے جس کا مقابلہ نہ سونا کرسکتا ہے، نہ موتی! نہ ہیرے نہ جواہر، کوئی چیز بھی نہیں۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون نمبر ۶۷۵۴۵

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۴۸۱۰۲۳۷ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۶۷۶۹/۳۹-۲-۹ DD مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۲ GM/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

چار بلند پایہ دینی کتابیں

① علوم القرآن مصنفہ ڈاکٹر صبحی صالح ترجمہ پروفیسر غلام احمد حریری ایم اے۔ قیمت پندرہ روپے

② علوم الحدیث مصنفہ ڈاکٹر صبحی صالح ترجمہ پروفیسر غلام احمد حریری ایم اے۔ قیمت چھ...

③ اسلامی مذاہب مصنفہ ابو زہرہ مصری ترجمہ پروفیسر غلام احمد حریری ایم اے۔ قیمت نو روپے

④ تزکیۂ نفس۔ مصنفہ مفسر قرآن مولانا امین احسن اصلاحی۔ قیمت چھ روپے

ناشرین:- **ملک برادرز** کارخانہ بازار۔ لائلپور فون نمبر ۴۲۷۵

خدام الدین میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

گلدستۂ صد احادیث نبوی

مرتبہ حضرت مولانا الحاج مولوی حمید عبد الحق صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا ارشاد فرمایا ہے۔ صحابۂ کرام نے حضور انور کو دیکھا آپ کے ارشادات سنے۔ آپ کے افعال کا مشاہدہ کیا اور آپ کا اتباع کر کے رضائے الٰہی کا تمغہ حاصل کیا اور جنت میں جا پہنچے۔ موجودہ علوم میں سے جو علم آپ کے اقوال و افعال کا ترجمان ہے۔ وہ علم حدیث ہے جو شخص اسوۂ حسنہ نبویہ کو معلوم کرنا چاہے۔ وہ علم حدیث کے بغیر معلوم کر ہی نہیں سکتا گلدستۂ صد (۱۰۰) احادیث نبوی میں مختلف مضامین کی سو حدیثیں جمع کی گئی ہیں اور وہ فقط بخاری شریف اور صحیح مسلم سے انتخاب کی گئی ہیں۔ کسی حدیث کا متن اصل کتاب کی ایک سطر سے زائد نہیں ہے۔ تاکہ مسلمان بآسانی یاد کر سکیں اور ان احادیث پر انسان عمل کرے۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے نجات یقینی ہے۔

ہدیہ ۴۰ پیسے محصول ڈاک ۱۵ پیسے

المعلن: ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

شرح اسماء اللہ الحسنیٰ

حضرت مولانا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور

اس مختصر رسالہ میں ذات باری تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہر ایک اسم کی تشریح و وضاحت نہایت ہی عمدہ اور عام فہم پیرایہ میں کی گئی ہے۔ اور بتلایا گیا ہے کہ اگر انسان ان اسماء کا مظہر بننا چاہے تو اپنے آپ کو ان کی خصوصیات سے کس طرح متخلق بنائے اور حق سبحانہ تعالیٰ کی ہر صفت کے سامنے کس طرح حق عبودیت ادا کرے؟

نیز مضمون کو عام فہم بنانے کیلئے عند الضرورت حجۃ الاسلام امام غزالی رح اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح کی تصریحات بھی درج ہیں۔

اس رسالہ کے اخیر میں ہندوستان کے مقتدر علمائے کرام کی تصدیقی آراء بھی موجود ہیں۔ رسالہ کا حجم سرکاری درسی کتب کے ۵۰ صفحات جتنا ہے کتابت عمدہ

قیمت ۵۰ پیسے محصول ڈاک ۱۵ پیسے

المعلن: ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

قرآن مجید
سندھی ترجمہ

شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت مولانا و سیدنا تاج محمود امروٹی نور اللہ مرقدہ

عام ہدیہ: فی جلد ۵/۵۰، ڈاک خرچ: ۱/۵۰
کل ۷/- روپے پیشگی بھیج کر طلب فرمائیں۔

دفتر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ، لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔